شبیہہ مبارک سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی
مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔
جنہوں نے باذنِ الٰہی ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو پہلی بیعت لے کر
جماعتِ احمدیہ کی بنیاد رکھی اور بفضلہٖ تعالیٰ ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء سے
کرۂ ارض کے ۱۲۰ ممالک میں جماعتِ احمدیہ صد سالہ جشنِ تشکر منا رہی ہے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اِداریہ

صدسالہ جشنِ تشکر کی عظمت اور اُس کی برکات

● ۔ قرآنِ کریم میں جماعتِ احمدیہ کی پہلی صدی کی بڑی اہمیت بیان کی گئی ہے ۔ سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ الفجر کی آیت وَالَّیْلِ اِذَا یَسْرِ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

” اِس حصّہ آیت میں پھر ایک اَور صدی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو دس تاریک راتوں کے بعد کی ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کے معاً بعد اسلام کی ترقی نہ ہوگی ۔ وہ فجر تو ان کے بعد (ظہورِ مہدی سے ۔ ناقل) ظاہر ہو جائے گی ۔ شعاعِ نُور نظر آجائے گی اور لوگوں کی اُمیدیں بندھ جائیں گی ۔ مگر ابھی رات نہ جائے گی ۔ بلکہ ایک صدی کا ابھی وقفہ ہوگا ۔ ...... اِس عرصہ میں یقیناً دوبارہ اللہ تعالیٰ کے کسی جلوہ کے ساتھ یوم الفُرقان ظاہر ہوگا ۔ اور کسی خاص نشان کے ذریعہ احمدیت کو تقویت حاصل ہوگی ۔ گو جیسا کہ بدر کی جنگ آخری جنگ نہیں تھی ، اس کے بعد بھی لڑائیاں ہوتی رہیں ۔ اسی طرح اس کے بعد بھی مخالفین سے ہماری لڑائیاں جاری رہیں گی مگر بہر حال احمدیت کو اُس وقت تک ایسے رنگ میں غلبہ میسّر آجائے گا کہ دُشمن اس کو محسوس کرنے لگ جائے گا ۔ “ (تفسیرِ کبیر جلد ہشتم صفحہ ۵۲۶)

● ۔ قرآن کریم کی اِس آیت کے مطابق احمدیت کی پہلی صدی جو رات سے مشابہت رکھتی تھی اس کے اختتام پر جشنِ تشکر منانا ضروری تھا ۔ اس کی اہمیت بیان کرتے ہوئے حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

” ۱۹۳۹ء میں خلافتِ ثانیہ کی برکات پر رُبع صدی کے عرصہ کی تکمیل ہونے کے پیشِ نظر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی کی خدمت اقدس میں شُکرانہ کے طور پر خلافت جوبلی منانے کی اجازت کی درخواست گذارش کی گئی ۔ حضور رضی نے فرمایا خلافت کی جوبلی منانے میں تو شاید مجھے تامّل ہوتا لیکن ۱۹۳۹ء میں ہی سلسلہ کے پچاس سال پُورے ہوں گے ۔ اس لحاظ سے جوبلی منانے کی اجازت ہے ۔ اور اس سلسلہ میں یہ ارشاد بھی فرمایا کہ سلسلہ کے سَو سال پُورے ہونے پر بڑی شان سے جوبلی منانا ۔ “

(دیباچہ تاریخِ احمدیّت جلد ہشتم)

حضور رضی نے ۱۹۵۸ء میں پھر تلقین فرمائی :-

” سَو سال کی جوبلی بڑی جوبلی ہوتی ہے ۔ جب جماعتِ احمدیّہ کو وہ دِن دیکھنے کا موقعہ ملے تو اس کا فرض ہے کہ وہ جوبلی منائے ...... اس کے بعد جو لوگ زندہ رہیں گے وہ اِنشاء اللہ وہ دِن بھی دیکھ لیں گے جب ساری دُنیا میں احمدی ہی احمدی ہوں گے ۔ “

(الفضل ۱۶ر جنوری ۱۹۵۸ء)

● ۔ اس کے مُطابق نافلۂ موعُود سیّدنا حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہُ اللہ تعالیٰ نے ۲۸ر دسمبر ۱۹۷۳ء کو جلسہ سالانہ ربوہ کے اختتامی اجلاس میں ” صدسالہ احمدیّہ جوبلی منصُوبہ “ کے نام سے جماعت کے سامنے ایک ولولہ انگیز تحریک رکھی ۔

● ۔ آج سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہُ اللہ تعالےٰ کی نہایت بابرکت قیادت میں پہلی صدی کے اختتام پر ۲۳ر مارچ ۱۹۸۹ء تا ۲۲ر مارچ ۱۹۹۰ء زمین کے کناروں تک جماعتِ احمدیہ صدسالہ جشنِ تشکر بڑے والہانہ انداز میں منا رہی ہے ۔ اور ہر سعید رُوح جماعتِ احمدیّہ کی طرف کھنچی چلی آرہی ہے ؎

تَرٰی نَصْرَ رَبِّیْ کَیْفَ یَأْتِیْ وَیَظْهَرُ ✤ وَیَسْعٰی اِلَیْنَا کُلُّ مَنْ هُوَ یُبْصِرُ

(دُرِّثمین عربی)

یعنی تُو میرے رب کی مدد کو دیکھتا ہے کہ کس طرح آرہی اور ظاہر ہو رہی ہے ۔ اور ہر وہ شخص جو بصیرت رکھتا ہے ہماری طرف دوڑا چلا آرہا ہے ۔

● ۔ سیّدنا حضرت امام جماعتِ احمدیّہ نے آئمۃ المکذّبین کو ایک سال کی میعاد کے ساتھ ۱۰ر جون ۱۹۸۸ء کو مباہلہ کا کھُلا کھُلا چیلنج جملہ شرائط کے ساتھ دیا تھا ۔ جو احمدیت کی دوسری صدی میں اپنی میعاد کو پہنچا ۔ لہٰذا مُباہلہ اور صدسالہ جشنِ تشکر کی برکات ایک دُوسرے میں پیوست ہوگئی ہیں ۔

● ۔ مُباہلہ کی پہلی برکت یہ ظاہر ہوئی کہ مکذّبین نے قبُول کرنے کی بجائے طرح طرح کے بہانے بنا کر راہِ فرار اختیار کی ۔ اور اس طرح یہ قوم خطرناک تباہی اور ہلاکت سے بچ گئی ۔ ورنہ یہ لوگ رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق ایک سال کے اندر تباہ و برباد اور ہلاک ہو جاتے —— !!

● ۔ دُوسری عظیم الشّان برکت یہ ظاہر ہوئی کہ مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوّت کے تمام عُلماء آیتِ مُباہلہ لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ کے پُورے پُورے مصداق ثابت ہوگئے ۔ اِن سب نے بھی اگرچہ راہِ فرار ہی اختیار کی اِس لئے عام ہلاکت سے تو بچ گئے لیکن یہ سب پانچ سال سے جھُوٹ بولتے چلے آرہے تھے کہ اُن کے رہنما اسلم قریشی کو حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعتِ احمدیہ اور بعض دُوسرے احمدیوں نے ہلاک کر دیا ہے ۔ چنانچہ چیلنجِ مُباہلہ کے ایک ماہ گزُرنے پر اللہ تعالےٰ کی غیرت جوش میں آئی اور اسلم قریشی اچانک نمودار ہوگئے اور اِس طرح چیلنجِ مُباہلہ کے بعد یہ تمام علماء جھُوٹے ثابت ہو کر آیتِ مُباہلہ کے پُورے پُورے مِصداق ثابت ہوگئے ۔ اور سلیم الطبع مُعاصرین کے لئے احمدیت کی صداقت کو پہچاننے کا موقعہ پیدا ہوگیا ؎

آغازِ سفر شرط ہے ورنہ یہ منزلیں ✤ قدموں کے آس پاس ہیں دیکھا کرے کوئی

● ۔ تیسری عظیم الشّان برکت اِس طرح منظرِ عام پر آئی کہ ضیاء الحق ڈکٹیٹر پاکستان نے جماعتِ احمدیّہ کے خلاف آرڈیننس جاری کرکے انسانیت سوز مظالم ڈھائے ۔ اس نے بھی زبان یا تحریر کے ذریعہ تو مُباہلہ قبول نہ کیا ۔ لیکن پاکستانی احمدیوں پر مظالم کی تمام تر ذمّہ داری اُس ایک شخص پر عائد ہوتی تھی ۔ لہٰذا حضُور نے اُسے تمام آئمۃ المکذّبین کا امام قرار دیتے ہُوئے بتایا کہ وہ قبُول کرے یا نہ کرے اُس کا ظُلم کو جاری رکھنا ہی مُباہلہ قبول کرنے کے مترادف ہے ۔

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۶ پر)

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرّابع ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مصروفیات میں عالمی سطح پر منائے جانے والے صدسالہ جشنِ تشکر کی وجہ سے غیر معمُولی اضافہ ہوگیا ہے ۔

احبابِ کرام دِل وجان سے پیارے آقا کی صحت وسلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ کامیابیوں کے لئے خصوصی دُعائیں جاری رکھیں ✤

ہفت روزہ بدر قادیان

بابت

۱۴/۲۱ ۔ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۰ھ

۱۴/۲۱ ۔ فتح ۱۳۶۸ ہش

۱۴/۲۱ ۔ دسمبر ۱۹۸۹ء

شرحِ چندہ

سالانہ	۶۰ روپے
ششماہی	۳۰ روپے
ممالکِ غیر بذریعہ بحری ڈاک	۲۵۰ روپے
فی پرچہ	۱.۲۵ روپیہ
خاص نمبر	۴ روپے

منیر احمد حافظ آبادی ایم ۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا ۔ پروپرائیٹر ۔ نگران بورڈ بدر قادیان ✤

قرآن مجید

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝ (سورۃ الجمعہ : رکوع ۱)

ترجمہ :- وہی خدا ہے، جس نے ایک ان پڑھ قوم کی طرف اسی میں سے ایک شخص کو رسول بنا کر بھیجا (جو باوجود ان پڑھ ہونے کے) ان کو خدا کے احکام سناتا ہے۔ اور ان کو پاک کرتا ہے، اور ان کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ گو وہ اس سے پہلے بڑی بھول میں تھے۔ اور ان کے سوا دوسری قوم میں بھی وہ اس کو بھیجے گا جو ابھی تک ان سے ملی نہیں، اور وہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

حدیث

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سورۃ جمعہ نازل ہوئی جس میں یہ آیت بھی تھی وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ حضور سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ آخرین سے کون لوگ مراد ہیں؟ جن کا اس آیت میں ذکر ہے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کا کوئی جواب نہ دیا یہاں تک کہ حضور سے تین مرتبہ دریافت کیا گیا۔ اسی مجلس میں حضرت سلمان فارسی رضی بھی بیٹھے تھے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک حضرت سلمان رضی پر رکھ کر فرمایا کہ اگر ایمان ثریا کے پاس بھی ہوگا تو ان (اہلِ فارس) میں سے ایک شخص یا ایک سے زائد اشخاص اس کو پالیں گے۔"
(بخاری کتاب التفسیر سورۃ جمعہ)

اس حدیث نبوی نے قرآن مجید کی اس آیت کی بالکل واضح تفسیر کر دی ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اول: اس میں کسی شخص کی بعثت کی پیشگوئی کی گئی ہے جس کی آمد گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی آمد تصور کی جائے گی۔ دوم: اس کے ماننے والے صحابہ رضی کے رنگ میں رنگین ہو کر صحابی کہلانے کے مستحق ہوں گے۔ سوم: وہ شخص فارسی الاصل ہوگا۔ چہارم: وہ ایسے زمانہ میں مبعوث ہوگا جب اسلام دنیا سے اٹھ جائے گا۔ اور قرآن کے صرف الفاظ دنیا میں رہ جائیں گے۔ پنجم: اس کا کام کوئی نئی شریعت لانا نہ ہوگا بلکہ قرآنی تعلیمات کو ہی ان کی اصل حالت میں دنیا میں قائم کر دے گا۔ اور قرآن کریم کی طرف ہی لوگوں کو بلائے گا (گویا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں بعثتوں کو سورۃ جمعہ میں جمع کر دیا گیا ہے)۔ یہ تمام باتیں روزِ روشن کی طرح حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود اور مہدی معہود علیہ السلام کے مقدس وجود میں پوری ہو رہی ہیں۔ ع۔

کوئی بتلاتے اگر حق کو چھپایا ہم نے

(ایڈیٹر)

بتیس ۳۲ سال قبل اخبار بدر کے لئے

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کا دعائیہ پیغام

فرمایا:- ..... "میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ صحیح معنے میں بدر کو بدر بنائے۔ وہ اندھیرے میں گھومنے والوں کے لئے روشنی کا مینار ثابت ہو۔ بس یہی میرا پیغام ہے۔"

۲۸-۹-۵۷

(بدر ۱۵ دسمبر ۱۹۵۷ء)

شرائطِ بیعت سلسلہ عالیہ احمدیہ

تحریر فرمودہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بانیٔ جماعتِ احمدیہ علیہ السلام

اوّل:- بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اِس بات کا کرے کہ آئندہ اُس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہے گا۔

دوم:- یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت سے اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت اُن کا مغلوب نہیں ہوگا۔ اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آئے۔

سوم:- یہ کہ بلاناغہ پنج وقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسولؐ کے ادا کرتا رہے گا۔ اور حتی الوسع نمازِ تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے میں مداومت اختیار کرے گا۔ اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو ہر روز اپنا وِرد بنائے گا۔

چہارم:- یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہ دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

پنجم:- یہ کہ ہر حال رنج و راحت، عُسر اور یُسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا۔ بہر حال راضی بقضاء ہوگا۔ اور ہر ایک ذلّت اور دُکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہے گا۔ اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اُس سے منہ نہیں پھیرے گا بلکہ قدم آگے بڑھائے گا۔

ششم:- یہ کہ اتباعِ رسم اور متابعتِ ہوا و ہوس سے باز آجائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے اُوپر قبول کرے گا اور قال اللہ اور قال الرسولؐ کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔

ہفتم:- یہ کہ تکبّر اور نخوت کو بکلّی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

ہشتم:- یہ کہ دین اور دین کی عزّت اور ہمدردیٔ اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزّت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

نہم:- یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا۔ اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

دہم:- یہ کہ اِس عاجز سے عقدِ اخوّت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقتِ مرگ قائم رہے گا۔ اور اس عقدِ اخوّت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دُنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

("اشتہار تکمیلِ تبلیغ" ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء)

امام الکلام

خدا تعالیٰ کا ایک خالص گروہ

"یہ سلسلہ بیعت محض بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لئے ہے تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دُنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے۔ ..... خدا تعالیٰ نے اس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کے لئے اور اپنی قدرت دکھانے کے لئے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے۔ تا دُنیا میں محبتِ الٰہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور امن اور صلاحیت اور بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلادے۔ سو یہ گروہ اس کا ایک خالص گروہ ہوگا اور وہ انہیں آپ اپنی رُوح سے قوت دے گا۔ اور انہیں گندی زیست سے صاف کرے گا۔ اور اُن کی زندگی میں ایک پاک تبدیلی بخشے گا۔ وہ جیسا کہ اُس نے اپنی پاک پیشین گوئیوں میں وعدہ فرمایا ہے، اس گروہ کو بہت بڑھائے گا اور ہزارہا صادقین کو اس میں داخل کرے گا۔ وہ خود اس کی آبپاشی کرے گا اور اس کو نشو و نُما دے گا یہاں تک کہ اُن کی کثرت اور برکت نظروں میں عجیب ہو جائے گی اور وہ اُس چراغ کی طرح جو اُونچی جگہ رکھا جاتا ہے دُنیا کی چاروں طرف اپنی روشنی کو پھیلائیں گے۔ اور اسلامی برکات کے لئے بطور نمونہ کے ٹھہریں گے۔ وہ اِس سلسلہ کے کامل متبعین کو ہر یک قسم کی برکت میں دُوسرے سلسلہ والوں پر غلبہ دے گا اور ہمیشہ قیامت تک ان میں سے ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جن کو قبولیت اور نصرت دی جائے گی۔ اُس ربّ جلیل نے یہی چاہا ہے۔ وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ہر یک طاقت اور قدرت اُسی کو ہے فَالْحَمْدُ لَهٗ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا وَّ ظَاهِرًا وَّ بَاطِنًا ـ اَسْلَمْنَا لَهٗ ـ هُوَ مَوْلٰنَا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ـ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ "

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۹۷، ۱۹۸)

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے رُوح پرور ارشادات

"جس کو خدا تعالیٰ نے چاہا خلیفہ بنا دیا اور تمہاری گردنیں اس کے سامنے جُھکا دیں۔ خدا تعالےٰ کے اس فعل کے بعد بھی تم اس پر اعتراض کرو تو سخت حماقت ہے۔ مَیں نے تمہیں بارہا کہا ہے اور قرآنِ مجید سے دکھایا ہے کہ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں بلکہ خُدا تعالیٰ کا کام ہے۔ آدمؑ کو خلیفہ بنایا کس نے؟ اللہ تعالیٰ نے، فرمایا اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً۔ اس خلافتِ آدمؑ پر فرشتوں نے اعتراض کیا کہ حضور وہ مُفْسِد فی الارض اور مُسْفِکُ الدَّم ہے۔ مگر انھوں نے اعتراض کر کے کیا پھل لیا؟ تم قرآنِ مجید پڑھ لو کہ آخر انھیں آدمؑ کے لئے سجدہ کرنا پڑا۔ پس اگر کوئی مجھ پر اعتراض کرے اور وہ اعتراض کرنے والا فرشتہ بھی ہو تو مَیں اُسے کہہ دُوں گا کہ آدمؑ کی خلافت کے سامنے مسجُود ہو جاؤ تو بہتر ہے۔ اور اگر وہ اِبٰی اور اِستکبار کو اپنا شعار بنا کر ابلیس بنتا ہے تو پھر یاد رکھے کہ اِبلیس کو آدمؑ کی مخالفت نے کیا پھل دیا؟ پھر مَیں کہتا ہوں کہ اگر کوئی فرشتہ بن کر بھی میری خلافت پر اعتراض کرتا ہے تو سعادت مند فطرت اُسے "اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ" کی طرف لے آئے گی۔ اگر ابلیس ہے تو وہ اس دربار سے نکل جائے گا۔ پھر دوسرا خلیفہ داوٗد تھا یَادَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ۔ داوٗد کو بھی خُدا ہی نے خلیفہ بنایا۔ ان کی مخالفت کرنے والوں نے تو یہاں تک ایجی ٹیشن کی کہ وہ انارکسٹ لوگ آپؑ کے قلعہ پر حملہ آور ہوئے اور کُود پڑے۔ مگر جس کو خدا نے خلیفہ بنایا تھا کون تھا جو اس کی مخالفت کر کے نیک نتیجہ دیکھ سکے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے ابوبکر و عُمر رضی اللہ عنہما کو خلیفہ بنا دیا ...... کیا تم نہیں دیکھتے کہ کروڑوں انسان ہیں جو ابوبکر و عُمر رضی اللہ عنہما پر دُرود پڑھتے ہیں۔ مَیں خُدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے بھی خُدا ہی نے خلیفہ بنایا ہے۔"

(اخبار بدر ۱۴ر جولائی ۱۹۱۲ء)

"سُنو! میرے دِل میں کبھی یہ غرض نہ تھی کہ مَیں خلیفہ بنتا۔ مَیں جب مرزا صاحبؑ کا مُرید نہ تھا تب بھی میرا یہی لباس تھا۔ مَیں اُمراء کے پاس گیا اور معزز حیثیت میں گیا مگر تب بھی یہی لباس تھا۔ مُرید ہو کر بھی اِسی حالت میں رہا۔ مرزا صاحبؑ کی وفات کے بعد جو کچھ کیا خُدا تعالےٰ نے کیا۔ میرے وہم و خیال میں بھی یہ بات نہ تھی مگر اللہ تعالیٰ کی مشیّت نے چاہا اور اپنے مصالح سے چاہا مجھے تمہارا امام اور خلیفہ بنا دیا۔ اور جو تمہارے خیال میں حقدار تھے اُن کو بھی میرے سامنے جُھکا دیا۔ اب تم اعتراض کرنے والے کون ہو؟ اگر اعتراض ہے تو جاؤ خُدا پر اعتراض کرو۔ مگر اس گُستاخی اور بے ادبی کے وبال سے بھی آگاہ رہو۔ مَیں کسی کا خوشامدی نہیں۔ مجھے کسی کے سلام کی بھی ضرورت نہیں۔ اور نہ مَیں تمہاری نذر اور پرورش کا محتاج ہوں۔ اور خُدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ ایسا وہم بھی میرے دِل میں گزرے۔ اللہ تعالیٰ نے مخفی در مخفی خزانے مجھے دیا کوئی اِنسان اور بندہ اس سے واقف نہیں۔ میری بیوی، میرے بچے تم میں سے کسی کے محتاج نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ، اُن کا کفیل ہے۔ تم کسی کی کیا کفالت کرو گے۔ وَاللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ۔ جو سُنتا ہے وہ سُن لے اور خُوب سُن لے۔ اور جو نہیں سُنتا اس کو سُننے والے پہنچا دیں کہ .... اللہ تعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے جس کو حق دار سمجھا خلیفہ بنا دیا۔ جو اس کی مخالفت کرتا ہے وہ جُھوٹا اور فاسق ہے۔ فرشتے بن کر اطاعت و فرمانبرداری اِختیار کرو، اِبلیس نہ بنو۔"

(اخبار بدر ۱۴ر جولائی ۱۹۱۲ء)

قرآنِ کریم میں احمدیّت کی پہلی صدی کا ایمان افروز ثبوت

بقیہ صفحہ (۷)

اسی سال عالمی شہرت کے احمدی سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام کو نوبل پرائز ملا۔ پھر ۴۵ میں ۳۷ کا عدد جمع کیا جائے تو سنہ ۱۹۸۲ء نکل آتا ہے۔ اِس سنہ میں سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہُ اللہ تعالیٰ کی نہایت بابرکت خلافت کا آغاز ہُوا۔

پھر ۴۵ میں ۴۶ کا عدد جمع کیا جائے تو یہ سنہ ۱۹۹۰ء بنتا ہے۔ چنانچہ سنہ ۱۹۸۹ء سے سنہ ۱۹۹۰ء تک صد سالہ جوبلی منائی جا رہی ہے۔ جس کی عظیم برکتیں ظاہر و باہر ہیں۔ پس اس تفسیر کی صداقت پر یہ ایک مشاہداتی ثبوت ہے جو بذاتِ خود سوچنے والوں کے لئے ایک پُرعظمت نشان ہے۔

سنہ ۱۸۹۰ء میں باذنِ الٰہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا بھی اعلان فرمایا تھا۔ پس احمدیّت کی پہلی صدی جو ایک رات سے مشابہت رکھتی تھی، خدا تعالےٰ کے فضل سے ختم ہو گئی ہے۔ اور دوسری صدی کے پہلے سال میں بے شمار برکتوں کا ظہور ہو رہا ہے! الحمدُ للہ۔

(ایڈیٹر)

یتامیٰ اور مساکین کی پرورش اور خبرگیری کے متعلق نہایت بصیرت افروز وضاحت

از افاضات سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

حضور انور رضی اللہ عنہ قرآن کریم سورۃ الفجر کی آیت كَلَّا بَل لَّا تُكْرِمُونَ الْيَتِيمَ وَلَا تَحَاضُّونَ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

" میں نے ایک دفعہ گھر میں نصیحت کی کہ یتامیٰ سے ایسا ہی سلوک کرنا چاہیئے جیسے اپنے بچوں سے کیا جاتا ہے۔ اگر اس رنگ میں ان سے سلوک نہیں کیا جاتا تو قطعی طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ تم نے کسی یتیم کی پرورش کی ہے۔ میں نے کہا کہ میں بعض یتامیٰ کا خرچ خود دیتا ہوں مگر میری بعض بیویاں اُن سے اس طرح کام لیتی ہیں جس طرح نوکروں سے کام لیا جاتا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ان سے کام بالکل نہ لیا جائے۔ اگر ان سے کام نہیں لیا جائے گا تو وہ آوارہ ہو جائیں گے۔ میں صرف یہ کہتا ہوں کہ اُن سے ایسا ہی کام لیا جائے جو اپنے بچوں سے بھی لیا جاتا ہے۔ اگر کوئی کام ایسا ہو جو ہم اپنے بچوں سے کروانے کے لئے تیار نہ ہوں تو وہ کام ہمیں کسی یتیم سے بھی نہیں لینا چاہیئے۔ بہرحال میں نے گھر میں نصیحت کی کہ روپیہ تو میں دے دیتا ہوں مگر کام کی ذمہ داری تم پر ہے۔ تمہیں چاہیئے کہ ایسے رنگ میں اُن سے کام مت لو گویا وہ تمہارے نوکر ہیں۔ میری اس نصیحت کے بعد اُمّ طاہر مرحومہ رضی اللہ عنہا نے ایک یتیم بچہ پالا۔ بعد میں تو اس کی حالت ایسی اچھی ثابت نہیں ہوئی۔ مگر بہرحال انہوں نے اُس بچے کو اُسی طرح پالا جس طرح وہ اپنے بچوں کو پالتی تھیں۔ اور انہوں نے کسی قسم کا فرق پیدا نہ ہونے دیا۔

اس بارہ میں نہایت ہی اعلیٰ نمونہ عزیزم مرزا مظفر احمد نے دکھایا۔ جو میرے بھتیجے ہیں۔ بنگال کے وہ فاقہ زدہ لوگ جو لاکھوں کی تعداد میں وہاں ہلاک ہوئے ہیں اُن میں سے ایک کی یتیم بچی۔ جو انہوں نے اس کی پرورش شروع کی ہے۔ اور اس عمدگی اور خوبی کے ساتھ وہ اس کی پرورش کر رہے ہیں کہ اس میں اور اُن کی اپنی لڑکی میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ وہ اُس کو مار پیٹ لیتی ہے اور یہ اُس کو مار پیٹ لیتی ہے۔ دونوں کے بالکل ایک جیسے کپڑے ہوتے ہیں۔ ایک جیسا دونوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ ایک جیسی دونوں کو تعلیم دلاتے ہیں۔ اور ایک جیسی دونوں کی نگرانی رکھتے ہیں۔ ....

اُن کی لڑکی اس لڑکی کو باجی کہتی اور اس کا احترام کرتی ہے۔ اور یہی وہ چیز ہے جسے یتیم کا پالنا کہتے ہیں۔ یتیم کا پالنا یہ نہیں کہ کسی کو گھر میں نوکر کے طور پر رکھ لیا۔ سارا دن اُس سے کام لیتے رہے۔ کھانے کو اُسے رُوکھی سُوکھی روٹی دے دی۔ پہننے کے لئے پھٹا پُرانا کپڑا دے دیا۔ ذرا غلطی ہوئی تو گالیاں دینے لگ گئے یا تھپڑوں سے اس کی مرمت شروع کر دی اور پھر یہ خیال کر لیا کہ ہم یتیم کی پرورش کر رہے ہیں۔ اسے اسلامی اصطلاح میں قطعاً یتیم کی پرورش نہیں کہا جاتا۔ یتیم پروری یہ ہے کہ انسان اپنے بچوں کی طرح دوسرے کے یتیم بچہ کو رکھے۔ اور اپنے سلوک میں ذرا بھی فرق نہ آنے دے۔ محض کسی کو روٹی کھلا دینا اور بات ہے اور یتیم پروری اور چیز ہے۔ قرآن کریم نے جو کچھ کہا ہے وہ یہ ہے کہ كَلَّا بَل لَّا تُكْرِمُونَ الْيَتِيمَ۔ اے لوگو! تم یتیم کا اکرام نہیں کرتے تھے۔ یہ نہیں کہا کہ لَا تُطْعِمُونَ الْيَتِيمَ اے لوگو! تم یتیم کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔ اگر محض کھلانے کا ذکر ہوتا تو یہاں اکرام کا لفظ نہ ہوتا بلکہ اطعام کا لفظ ہوتا۔ اکرام کا لفظ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رکھا جانا صاف بتا رہا ہے کہ الٰہی منشاء یہ ہے کہ یتیموں کی ایسے رنگ میں پرورش کی جائے کہ اُن کا احترام مدِّنظر ہو۔ یہ نہ ہو کہ صدقہ کے طور پر اُن کو روٹی دی جا رہی ہو۔

میں نے قادیان میں ایک دفعہ یتیم خانہ بنایا تو تھوڑے دنوں کے بعد ہی مجھے پتہ لگا کہ ان یتیموں سے سارا سارا دن کام لیا جاتا ہے۔ کام لینا منع نہیں لیکن ہمیں اُن سے اتنا ہی کام لینا چاہیئے جتنا ہم اپنے بیٹے سے کام لیتے ہیں۔ یہ نہ ہو کہ ہمارا بیٹا تو آرام سے بیٹھا رہے اور کام کا بوجھ یتیم پر ڈال دیا جاتے۔ محض اس لیئے کہ اس کا باپ زندہ نہیں، اس کی ماں زندہ نہیں۔ اور وہ اب دوسرے لوگوں کے رحم پر ہے۔ اُسے بیٹوں کی طرح رکھا جاتے۔ بیٹوں کی طرح اس سے کام لیا جاتے۔ اور پھر اگر اس میں اور اپنے بیٹوں میں کبھی لڑائی ہو جائے تو بے شک یہ اس کو مار پیٹ لیں اور وہ اُن کو مار پیٹ لے۔ اُس وقت ماں اُسے یہ نہ کہے کہ خبردار میرے بیٹے پر ہاتھ اُٹھایا تو تجھے مار مار کر سیدھا کر دوں گی۔ اگر اس طرح کسی یتیم کو رکھا جاتے تو بیشک کسی غلطی پر اُسے مار بھی لیا جاتے، اس میں کوئی حرج نہیں۔ آخر ہم اپنے بچے کو بھی بعض دفعہ مار لیتے ہیں۔ پھر اگر کبھی یتیم کو اس کی کسی غلطی پر بالکل اس طرح جس طرح ہم اپنے بچوں کی اصلاح کے لئے انہیں مارتے ہیں اگر کبھی مار لیں تو اس میں کوئی حرج کی بات نہیں۔ مگر بہرحال اُس کی عزت نظر انداز نہیں ہونی چاہیئے۔

قرآن کریم صرف یتامیٰ کو کھانا کھلانا ضروری نہیں سمجھتا بلکہ فرماتا ہے کہ قومی ترقی کے لئے یہ نہایت ضروری امر ہے کہ یتیم کو عزت سے رکھا جاتے۔ اگر یتامیٰ کا اکرام قوم میں نہیں پایا جاتا تو خواہ تم ہزار بار لوگوں سے کہو کہ جاؤ اور خدا کی راہ میں مر جاؤ۔ جاؤ اور اپنی جانیں قربان کر دو۔ وہ کہیں گے ہم چلے تو جائیں مگر ایسا نہ ہو کہ ہم مر جائیں اور ہمارے بچوں کو تکلیف اُٹھانی پڑے۔ لیکن اگر وہ یہ دیکھیں گے کہ ہماری زندگی اور ہماری موت، بچوں کی پرورش کے لحاظ سے برابر ہے۔ ہمارے مرنے کے بعد بھی یہ اسی طرح رہیں گے بلکہ موجودہ حالت سے بھی ہزار گنا بڑھ کر ان کی پرورش کے سامان ہوں گے تو بیشک تم قوم کے ایک ایک فرد کو کٹواتے جاؤ۔ ایک ایک فرد کو مرواتے جاؤ۔ کوئی ایک شخص بھی اپنے قدم کو پیچھے نہیں ہٹائے گا۔ اور خوشی سے اپنے آپ کو قربانی کے لئے پیش کر دے گا۔ غرض یہ ایک نہایت ہی عظیم الشان مسئلہ ہے اور جب تک کسی قوم کے افراد اس کو پُوری طرح نہ سمجھ لیں وہ کبھی ترقی نہیں کر سکتے۔

دوسری بات خدا تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ وَلَا تَحَاضُّونَ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ۔ تم آپس میں ایک دوسرے کو رغبت نہیں دلاتے کہ غریب آدمی کو کھانا کھلایا جاتے۔

اگر غُرباء کی خبرگیری نہ ہو تو قومی جنگوں میں کبھی کامیابی نہیں ہوتی اور سپاہی بہت کم ملتے ہیں۔ کیونکہ دُنیا میں غُرباء زیادہ ہوتے ہیں۔ اگر سپاہیوں اور لڑنے والوں کے ذہن میں یہ ہو کہ ہماری قوم ہماری محسن ہے۔ ہم بیمار ہوئے تو اس نے ہمارا علاج کیا۔ ہمارے پاس کپڑے نہ تھے تو اس نے ہمارے لئے کپڑے مہیا کئے۔ ہم بھوکے تھے تو اس نے ہمارے لئے غلّہ مہیا کیا۔ ہم حاجت مند تھے تو اس نے ہماری حاجات کو پُورا کیا۔ تو گو کمینے اور ذلیل لوگ بھی ہر قوم میں پائے جاتے ہیں۔ مگر بہرحال جو شریف ہوں اور یہی طبقہ زیادہ ہوتا ہے، وہ کہیں گے، جب قوم نے ہمارے ساتھ یہ احسان کیا ہے۔ وہ احسان کیا ہے، تو آج ہم قومی ضرورت کے وقت کیوں پیچھے ہٹیں۔ ہم آگے بڑھیں گے۔ اور قوم کے لئے اپنی جانوں کو قربان کر دیں گے۔ لیکن اگر وہ یہ سمجھتے ہوں کہ ہم بھُوکے مرتے رہے مگر ہمیں کسی نے نہ پُوچھا۔ ہم ننگے پھرتے رہے مگر کسی نے ہمارا ننگ نہ ڈھانکا۔ ہم بیمار ہوئے مگر کسی نے ہمارا علاج نہ کیا۔ ہم محتاج ہوئے مگر کسی نے ہماری احتیاج کو رفع نہ کیا۔ تو وہ کہیں گے، ہمارے لئے قوم نے کیا کیا تھا کہ آج ہم اس کے لئے قربانی کریں۔ وہ ہم سے بے اعتنائی کرتی رہی ہے آج ہم اس سے بے اعتنائی کریں گے۔ پس غُرباء کی خبر نہ کرنے کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قربانی کا مادہ لوگوں کے دلوں میں سے کم ہو جاتا ہے۔ اور قومی جنگوں میں کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی ـــــ!!

میں نے قادیان میں دیکھا ہے، ہم کوشش کرتے ہیں کہ غرباء کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ ہم اُن کے لئے کپڑے مہیا کرتے ہیں۔ اُن کے لئے غلّہ کا انتظام کرتے ہیں۔ اُن کی روپیہ سے امداد کرتے ہیں۔ اُن کو طبی امداد بہم پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور حتّی الامکان اُن کی تکالیف کو زیادہ سے زیادہ کم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کے بعد بھی گو کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو باوجود اس سارے انتظام کے جماعت پر اعتراض کرتے رہتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں لوگوں کا کام صرف یہی ہے کہ اُن پر روپیہ خرچ کرتے چلے جائیں، اُن پر کوئی ذمہ داری نہیں۔ لیکن پھر بھی اکثریت ایسی ہے جو محسوس کرتی ہے کہ یہ جماعت، ہمارے لئے قربانی کر رہی ہے اس لئے قومی ضرورتوں کے وقت ہمیں بھی دوسروں سے زیادہ قربانی کرنی چاہیئے۔ چنانچہ وہ لوگ خود بھُوکے ہوتے ہیں مگر جب کسی چندہ کی تحریک ہو، مزدوری کر کے بھی اُس میں ضرور حصّہ لیتے ہیں۔ اور گو وہ اس تحریک کے مخاطب نہیں ہوتے اور ان پر کسی قسم کی ذمہ داری بھی نہیں ہوتی۔ مگر چونکہ وہ دیکھتے ہیں کہ قوم ہمارے لئے قربانی کرتی ہے اور وہ ہماری ضروریات کا خیال رکھتی ہے اس لئے وہ بھی قربانی کرتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ قومی تحریکات میں حصّہ دار بن جائیں۔ پس غُرباء کی خبرگیری کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اگر قومی جنگ ہو جائے تو چونکہ قوم کی اکثریت غُرباء پر مشتمل ہوتی ہے اس لئے قوم کو کثرت سے کام کرنے والے مل جاتے ہیں۔ ایک کروڑ پتی کی تلوار صرف ایک تلوار کا کام دے سکتی ہے۔ لیکن جنگوں میں ایک تلوار نہیں کروڑوں تلواروں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور یہ کروڑوں تلواریں اس وقت تک مہیا نہیں ہو سکتیں جب تک کروڑوں غُرباء کے حقوق کا خیال نہ رکھا جائے۔ اور اُن کو پُوری طرح مطمئن نہ کیا جائے۔ اگر مساکین کے کھانے پینے کا خیال رکھا جائے تو یہ لازمی بات ہے کہ جب قوم پر کوئی مصیبت آئے گی شریف الطبع لوگوں میں یہ احساس پیدا ہو گا کہ قوم نے ہم پر احسان کیا تھا۔ اب اس پر مصیبت آئی ہے تو ہم اس کی مدد کریں۔"

(تفسیر کبیر جلد ہشتم صفحہ ۵۶۸ تا ۵۷۰)

قرآن کریم میں احمدیت کی پہلی صدی کا ایمان افروز ثبوت

سیدنا حضرت مُصلح موعود رضی اللہ عنہ نے سُورۃ فجر کی تفسیر کرتے ہوئے مدلّل اور نہایت ایمان افروز انداز میں ثابت کیا ہے کہ احمدیت کی پہلی صدی رات سے مشابہت رکھتی ہے جس کے بعد برکات کے دروازے کھلیں گے۔ آپؓ فرماتے ہیں :—

" حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی پہلا الہام وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ہُوا۔ اور یہ الہام آپؑ کو آپؑ کے والد کی وفات کے وقت ہُوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے معنے ان کی وفات کے کئے ہیں۔ کیونکہ اُن کی وفات رات کو ہوئی۔ مگر اس کے معنے صُبح کے ستارہ کے بھی ہوتے ہیں۔ اور والد کی وفات کے وقت جب آپؑ کو فکر ہوئی کہ والد فوت ہو گئے تو کیا ہوگا۔ تو اللہ تعالےٰ نے بتایا کہ تم تو طارق ہو اور محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو ظاہر کرنے والے ہو۔ پس تمہارے والد محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اِس دنیوی والد کی وفات کا تم کو کیا غم ہے۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ الٓمّٓرٰ کے ابجدی اعداد کو اگر فیجِ اعوج کے ہزار سال سے ملایا جائے اور پھر اس سارے حساب کو عیسوی بنانے کے لئے اس میں ۶۲۱ سال وہ شامل کئے جائیں جو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے ہجرت کے زمانہ تک سنہ عیسوی کے لحاظ سے بنتے ہیں تو ہمیں وہ سِن عیسوی نکل آتا ہے جس میں فجر کا طلُوع ہُوا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دُنیا کے سامنے اپنا دعوٰی پیش فرمایا۔ الٓمّٓرٰ کے اعداد ۲۷۱ ہیں۔ اس میں دس صدیاں شامل کی جائیں تو ۱۲۷۱ بن جاتا ہے۔ پھر ۱۲۷۱ میں ۶۲۱ سال پہلے شامل کئے جائیں تو ۱۸۹۲ بن جاتے ہیں۔ اب اس میں سے دو یا تین سال ہمیں بہرحال نکالنے پڑیں گے کیونکہ الٓمّٓرٰ سورۂ رعد میں آتا ہے جو مکّی سُورۃ ہے۔ اور ہجرت سے دو تین سال پہلے نازل ہُوئی تھی۔ اب اگر دو سال نکال دیں تو ۱۸۹۰ رہ جاتے ہیں۔ اور یہ وہی سال ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعوٰی کیا۔ اور اگر تین سال نکال دیں تو ۱۸۸۹ رہ جاتے ہیں اور یہ وہ سال ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے لوگوں سے بیعت لی۔

اِسی طرح اگر ہم ہجری سنہ کا حساب کریں اور رسُولِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بیان فرمودہ تین صدیوں کو لَیَالٍ عَشْرٍ میں شامل کریں تو یہ ۱۳۰۰ بن جاتا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اس کے بالکل قریب یعنی ۱۳۰۶ھ ہجری میں دعوٰی فرمایا ہے۔ اور سات یا آٹھ ایسا چھوٹا دھاکا ہے کہ تیرہ صدیوں کے ذکر میں اس کو شمار ہی نہ سمجھا جائے۔

پھر اگر ہم ایک اَور لحاظ سے دیکھیں تو اس سے براہین احمدیہ کی پیشگوئی نکل آتی ہے۔ براہین احمدیہ ۱۲۹۷ھ میں لکھی گئی اور ۱۳۰۲ھ میں شائع ہوئی ہے۔ اور یہ وہی سال ہے جس میں قرآنی پیشگوئی کے مطابق فجر کا طلُوع مقدّر تھا۔ گویا شمسی اور قمری دونوں لحاظ سے یہ پیشگوئی پُوری ہوئی اور رات کی تاریکیوں کو دُور کرنے کے لئے اُفقِ آسمان سے الطّارق کا ظہور ہوگیا۔

یہ کتنی زبردست پیشگوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے طلُوعِ فجر کی تاریخیں تک بتادی گئیں اور سینکڑوں سال پہلے ان کا ذکر کر دیا گیا اور پھر اس کے مطابق کو عین انہی تاریخوں میں اللہ تعالیٰ نے دُنیا کی ہدایت کے لئے کھڑا کیا جو قرآن اور احادیث میں اس کے ظہور کے لئے مقرر کی گئی تھیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا ایسا عظیم الشان نشان ہے جس پر غور کرنے سے اس کی ہستی اور قدرت پر زندہ ایمان پیدا ہوتا ہے۔ اور ہر شخص جو تعصّب سے خالی ہو اُسے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ اسلام خدا تعالےٰ کا سچا مذہب ہے ......

پھر فرماتا ہے وَالَّیْلِ اِذَا یَسْرِ۔ اس حصّہ آیت میں پھر ایک اَور صدی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو دس تاریک راتوں کے بعد کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کے معًا بعد اسلام کی ترقی نہ ہوگی۔ وہ فجر تو ان کے بعد ظاہر ہو جائے گی۔ شعاعِ نور نظر آجائے گی اور لوگوں کی اُمیدیں بندھ جائیں گی مگر ابھی رات نہ جائے گی۔ بلکہ ایک صدی کا ابھی وقفہ ہوگا۔ اب اگر ۱۸۹۰ کو فجر لیا جائے تو یہ صدی ۱۹۹۰ تک چلتی ہے۔ آجکل ۱۹۴۵ء ہے اس لحاظ سے چھیالیس سال ابھی اس صدی کے باقی رہتے ہیں۔ اور اگر ہجری سال لے لو اور ۱۳۰۰ کو دس تاریک راتوں کا آخر قرار دو تو یہ صدی ۱۴۰۰ میں ختم ہوتی ہے۔ گویا اس لحاظ سے لیل کے ختم ہونے میں صرف ۳۴ سال باقی رہتے ہیں۔ اور اگر صدی کا سر مراد لو اور ۱۴۰۲ھ میں اس لیل کا اختتام سمجھو تو اس میں ۳۷ سال باقی رہتے ہیں۔ یہ تینوں مُدّتیں ہیں جو تین مختلف جہتوں سے پیدا ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اِن میں سے کونسی جہت حقیقی ہے۔ اور کونسی غیر حقیقی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ تینوں جہتیں ہی حقیقی ہوں۔ جیسے دس راتوں کی پیشگوئی کے بارہ میں مَیں نے بتایا تھا کہ آپؑ کے دعوٰے کے لحاظ سے ایک رنگ میں پیشگوئی پُوری ہو جاتی ہے۔ بیعت کے لحاظ سے دوسرے رنگ میں اور براہین احمدیہ کی اشاعت کے لحاظ سے تیسرے رنگ میں۔ اِسی طرح ممکن ہے کہ جانے والی ایک رات کا ایک ظہور آٹھ سال بعد ہو یعنی ۱۹۵۲ء میں۔ ایک ظہور ۳۷ سال بعد ہو یعنی ۱۹۸۱ء میں۔ ایک ظہور چھیالیس سال بعد ہو یعنی ۱۹۹۰ء میں۔ قمری لحاظ سے چونکہ ایک صدی میں تین سال کی کمی آجاتی ہے اس لئے ۳۷ سالہ میعاد سے اگر تین سال نکال دیئے جائیں تو ۳۴ سال رہ جاتے ہیں۔ اس لحاظ سے یہ لیل ۱۳۹۸ھ ہجری میں ختم ہوگی۔ گویا تین کی بجائے چار جہتیں ہوگئیں چونکہ ابھی یہ پیشگوئی پُوری نہیں ہُوئی اِس لئے جتنے نقطہائے نگاہ سے بھی تعیین کی جاسکے ہمیں ان سب کو مدّنظر رکھنا چاہیئے۔ ایک نقطۂ نگاہ سے اس لیل کے جانے میں صرف آٹھ سال باقی رہتے ہیں۔ ایک نقطۂ نگاہ سے ۳۴ سال باقی رہتے ہیں۔ ایک نقطۂ نگاہ سے ۳۷ سال باقی رہتے ہیں اور ایک نقطۂ نگاہ سے ۴۶ سال باقی رہتے ہیں۔ اس عرصہ میں یقیناً دوبارہ اللہ تعالیٰ کے کسی جلوہ کے ساتھ یوم الفرقان ظاہر ہوگا۔ اور کسی خاص نشان کے ذریعہ احمدیّت کو تقویّت حاصل ہوگی۔ گو جیسا کہ بدر کی جنگ آخری جنگ نہیں تھی۔ اس کے بعد بھی لڑائیاں ہوتی رہیں اسی طرح اس کے بعد بھی مخالفین سے ہماری لڑائیاں جاری رہیں گی، مگر بہرحال احمدیّت کو اس وقت تک ایسے رنگ میں غلبہ میسّر آجائے گا کہ دُشمن اس کو محسُوس کرنے لگ جائے گا۔ اسلام اور احمدیّت کی کامل فتح تو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے تحریر فرمایا ہے قریباً تین سو سال کے عرصہ میں ہوگی۔ اس کے بعد جو قومیں احمدیّت میں شامل نہیں ہوں گی ان کی حیثیت بالکل ایسی ہی رہ جائے گی جیسے آجکل یہود کی ہے۔ بہرحال وہ آخری ترقی خواہ کچھ لمبے عرصہ کے بعد ہو، احمدیّت کی ایک فتح یا آج سے آٹھ سال بعد ہوگی یا آج سے ۳۴ سال بعد ہوگی یا آج سے ۳۷ سال بعد ہوگی یا آج سے ۴۶ سال بعد ہوگی یا ان سالوں کے لگ بھگ وہ فتح ظاہر ہو جائے گی کیونکہ پیشگوئیوں میں دِن نہیں گنے جاتے بلکہ ایک موٹا اندازہ بتایا جاتا ہے اور جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ان چاروں اوقات میں چار مختلف قسم کی فتوحات ظاہر ہوں۔ پس ان سب سالوں میں یا ان سالوں کے لگ بھگ ضرور کسی نہ کسی رنگ میں احمدیّت کو فتح حاصل ہو جائے گی۔

فتح و نُصرت کے نشانات قریب قریب عرصہ میں ظاہر ہونے سے یہ بھی فائدہ ہوتا ہے کہ مومنوں کے ایمان ساتھ کے ساتھ تازہ ہوتے رہتے ہیں۔ جیسے گھر سے بہ خیریت رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سلامتی کے ساتھ نکل آئے تو مومنوں کو ایک خوشی پہنچی۔ جب غارِ ثور میں دُشمنوں کے حملہ سے بچ گئے تو دُوسری خوشی پہنچی۔ مدینہ پہنچے تو تیسری خوشی حاصل ہوئی۔ بدر کی جنگ میں کفّار کو شکست ہُوئی تو چوتھی خوشی پہنچی۔ اِسی طرح ممکن ہے اللہ تعالیٰ ان چاروں مدّتوں میں سے ہر مُدّت کے اختتام پر فجر کی ایک ایک لَو ظاہر کرتا رہے۔ اور اِس طرح مومنوں کے ایمانوں کو تقویّت دیتا رہے۔ اسی رات کی نسبت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اپنے اشعار میں فرمایا ہے ؎

دِن چڑھا ہے دُشمنانِ دیں کا ہم پر رات ہے
اَے مرے سُورج نکل باہر کہ مَیں ہُوں بے قرار "

(تفسیر کبیر جلد ہشتم صفحہ ۵۲۰)

سیدنا حضرت مُصلح موعود رضی اللہ عنہ کی بیان فرمودہ تفسیر کے مطابق چاروں اعداد بالکل صحیح ثابت ہُوئے ہیں۔ ۱۹۴۵ء میں یہ تفسیر لکھی گئی۔ اس میں آٹھ سال کا اضافہ کیا جائے تو ۱۹۵۳ء نکل آتا ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے احمدیت کو ایک فتح عطا فرمائی تھی جس کا ثبوت پاکستان کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ ہے۔ (۲) اس میں مولوی مودودی صاحب اور مولوی عبدالستار نیازی کو پھانسی کی سزا ہوئی تھی جو بعد میں معاف کر دی گئی۔

۳۴ کا عدد جمع کرنے سے ۱۹۷۹ء نکل آتا ہے اسی سال وہ شخص پھانسی پر لٹکایا گیا جس نے ملّاؤں سے مرعُوب ہو کر جماعت احمدیّہ کو مُلکی قانون میں غیر مُسلم قرار دیا تھا۔ (باقی دیکھیئے صفحہ ۵ پر)

انسانیّت کی خدمت کے لئے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی مشفقانہ کارروائیاں

نیوزڈے ٹین ٹرینیڈاڈ نے اپنی ۲۶ ستمبر تا ۱۲ اکتوبر ۱۹۸۹ء کی اشاعت میں حضرت امام جماعت احمدیہ کی تصویر محترم صدر صاحب مملکت گیمبیا اور اپنے خدام کے ساتھ چھاپتے ہوئے اس عنوان سے ایک رپورٹ شائع کی ہے۔ "احمدیہ جشن تشکر کا کلیدی کام انسانیت کی خدمت ہے"۔ اخبار مذکور لکھتا ہے کہ انسانیت کی خدمت اور خاص طور پر انسانیت کے اس طبقہ کی خدمت جو محرومیوں سے دوچار ہے۔ احمدیہ جماعت کے پروگرام میں ابتدا ہی سے شامل رہی ہے۔ اور اب تک اس سلسلے میں ان کے پروگرام جاری ہیں۔ یہ لوگ انفرادی طور پر اور اجتماعی طور پر بھی اپنی زندگیوں میں دین حق کی تعلیمات کو اپنا مطمح نظر سمجھتے ہیں۔ جماعت کے قیام کے آغاز ہی سے قادیان میں ایسے ادارے قائم کئے گئے جن میں یتیم اور غریب لوگوں کی دیکھ بھال کی جاتی تھی۔ ان کے لئے رہائش کا بھی انتظام کیا جاتا تھا۔ ان میں سے ایک دارالشیوخ کہلاتا تھا۔ غریبوں اور مسکینوں کے لئے خوراک۔ اور اسی طرح قادیان آنے والوں اور راہگیروں کے لئے لنگر خانہ قائم کیا گیا۔ جو بانی سلسلہ نے ہی قائم کیا تھا۔ اور جس کی روایت اب تک جاری ہے۔ آپ کی اہلیہ محترمہ نے جن کا اسم گرامی نصرت جہاں تھا۔ یتیم اور غریب لڑکیوں کو اپنے گھر رکھ کر ان کی تعلیم کا انتظام کیا اور ان کی صحیح خطوط پر تربیت کی اور جب ان کی شادی کا وقت آیا تو تمام اخراجات اپنی جیب سے کرتے ہوئے ان کی شادیاں کروائیں۔

قادیان میں بھی اور اس کے بعد ربوہ میں بھی اور ان دونوں شہروں کے علاوہ افریقہ کے مختلف ممالک میں ہسپتال سکول اور کالج قائم کئے۔ تاکہ یہ ادارے انسانیت کی خدمت کر سکیں حضرت مرزا ناصر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ (الثالث) نے اسی روایت کو سامنے رکھتے ہوئے ربوہ میں جو جماعت کا عالمی مرکز ہے یہ ارشاد فرمایا کہ وہاں کوئی شخص بھوکا نہ سوئے۔ حتی کہ آپ نے یہ ہدایت جاری فرمائی کہ ایسے لوگوں کے متعلق بلا واسطہ حضور کی خدمت میں معاملہ پیش کیا جائے تاکہ ان کی ضروریات پوری کرنے کا انتظام کیا جا سکے۔ بیوت الحمد کا ایک ایسا فنڈ قائم کیا گیا ہے جس کے ذریعہ احباب جماعت میں سے غرباء کو اپنی رہائش گاہیں تعمیر کرنے کے لئے مدد دی جاتی ہے۔ یہ فنڈ حضرت امام جماعت (الرابع) نے سپین میں بیت الذکر کے افتتاح کے موقعہ پر جاری فرمایا تھا۔ جوں جوں اس تحریک میں رقم جمع ہوتی جائے گی۔ غرباء کو کم قیمت والے مکان مفت دیئے جانے کا انتظام کرنے کا پروگرام ہے۔ افریقہ کی حالت نے احمدیت کی توجہ کو خاص طور اپنی طرف کھینچا اور وہاں طبی اور تعلیمی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ہسپتال اور سکول قائم کئے گئے۔ اس سلسلے میں ایک پروگرام لیپ فارورڈ تھا اور دوسرا نصرت جہاں ریزرو فنڈ ان کے ذریعے متعدد ہسپتال اور سکول قائم کئے گئے۔ احمدی ڈاکٹرز اور اساتذہ نے اپنی زندگیاں وقف کیں۔

احمدیہ ہسپتالوں میں جن لوگوں کا آج تک علاج کیا گیا ہے۔ ان کی تعداد دسیوں لاکھ سے بھی زیادہ ہے۔ موجودہ امام جماعت کے عالیہ بیان فرمودہ پروگرام کے مطابق سکولوں اور طبی مراکز کی تعداد میں اضافہ کیا جائے گا۔ فی الوقت دنیا بھر میں یتیموں کی طرف توجہ مرکوز کی جا رہی ہے۔ اس سلسلے میں یہ بات بھی لائحہ عمل کا ایک حصہ ہے کہ کھاتے پیتے گھرانے یتیموں کو لے پالک کی صورت میں اپنے گھروں میں رکھیں یہ خدمات اور ان کے علاوہ متعدد دیگر خدمات دین حق کے عطا کردہ صدقات کے جذبے کے ماتحت کی جاتی ہیں۔ جو روپیہ احمدیہ جماعت کے چندوں سے وصول ہوتا ہے اس کے ایک حصّے سے ضرورت مندوں کی ضرورتیں پوری کی جاتی ہیں۔ دنیا بھر میں احمدی بیوت الذکر میزبانی کے فرائض بھی ادا کرتے ہیں۔ خاص طور پر ان لوگوں کے لئے جنہیں مسافرت میں وہاں رات بسر کرنی پڑے۔ احمدیہ جماعت کی ایک بہت نمایاں خصوصیت اپ وقار عمل بھی ہے۔ نوجوان اور معمر بزرگ بغیر کسی تخصیص کے مل جل کر اپنے ہاتھوں سے ایسا کام کرتے ہیں۔ جس سے کام کرنے کو ایک باوقار عمل بنایا جا سکے اور گلی محلے اور شہر کو فائدہ پہنچے۔ جب آسمانی آفات سے انسانوں کو مشکلات پیش آتی ہیں تو احمدیہ جماعت کے افراد اپنی خدمات ان کے سپرد کر دیتے ہیں۔ تاکہ اپنے بھائی بندوں کی مشکلات دور کر سکیں حضرت امام جماعت (الثالث) نے جماعت کے افراد کو ایک نعرہ دیا تھا "محبت سب کے لئے نفرت کسی کے لئے نہیں"۔ اور یہ نعرہ ایسا ہے جو رنگ نسل، قومیت کا خیال کئے بغیر ہر شخص کو قریب لانے کا باعث بنتا ہے۔ یہی ایک ایسی بات ہے جو انسانوں کو آپس میں ملاتی ہے۔

احمدیہ جماعت باقاعدگی کے ساتھ ایسی تقریبات منعقد کرتی ہے۔ جہاں پر مختلف مذاہب کے لوگ اپنے اپنے خیالات کا اظہار کرتے اور اپنے اپنے مذاہب کی خوبیاں بیان کر کے ایک دوسرے کو سمجھنے اور ایک دوسرے کے قریب آنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ایک چھوٹا سا اعلان غالباً اشتہار کی صورت میں ہے۔ جس میں بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تصویر دی ہوئی ہے اور اس میں حضرت اقدس کے علاوہ موجودہ امام جماعت کا بھی ذکر ہے۔ احمدیہ جماعت کا پتہ بھی درج ہے۔

یہ تراشہ ہمیں سید شمشاد احمد صاحب ناصر نے بھجوایا ہے۔ ہم ان کے ممنون ہیں۔ کہ وہ ہمیں ایسے تراشے بھجواتے رہتے ہیں جس سے ہمارے قارئین محظوظ ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ انہیں مزید اور بہتر سے بہتر خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ انہوں نے ہمارے جملہ قارئین کو سلام بھی بھیجا ہے۔ ہم بھی اپنے جملہ قارئین کی طرف سے ان کی سلامتی کی دعا کرتے ہیں۔

(بشکریہ روزنامہ الفضل ربوہ ۱۵ نومبر ۱۹۸۹ء)

صوبائی صدر لجنہ اماء اللہ بنگال

تمام لجنات اماء اللہ بنگال کے لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ محترمہ نورجہاں بیگم صاحبہ کو بنگال کی صوبائی صدر لجنہ اماء اللہ یکم اکتوبر ۱۹۸۹ء تا ۳۰ ستمبر ۱۹۹۰ء تک کے لئے ایک سال کی منظوری دی جاتی ہے۔

تمام لجنات بنگال ان کے ساتھ ہر طرح کا تعاون کریں۔ اللہ تعالیٰ موصوفہ کو تمام لجنات بنگال کو بیدار کرنے کی اور پہلے سے زیادہ تیز قدم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

صدر لجنہ اماء اللہ بھارت

خطبہ جمعۃ المبارک

کل کیرالہ سے ہمارے مبلغ انچارج مکرم مولوی محمد ابوالوفا صاحب کا ایک خط ملا ہے جس میں انہوں نے کیرالہ میں ہونے والے ایک مباہلہ کا ذکر کر کے خصوصیت کے ساتھ دعا کی تحریک کی ہے جس نے پہلے مباہلے کو

رد کیا اور اپنا مباہلہ ٹھونسا اور اصرار کیا کہ یہ درست مباہلہ ہے پہلا غلط مباہلہ تھا ایسی صورت میں ایک عقلمند کو یہ تجزیہ کرنا ضروری

ہوگا کہ جس مباہلے کو انہوں نے رد کیا تھا کیا وہ بے نتیجہ ثابت ہوا یا اس کا نتیجہ نکلا!!!

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۷ نبوت ۱۳۶۸ ہش / ۱۷ نومبر ۱۹۸۹ء بمقام مسجد فضل لندن

محترم میر احمد جاوید صاحب مبلغ سلسلہ دفتر پی جو لندن کا قلمبند کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے۔
(ایڈیٹر)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

کل کیرالہ سے ہمارے مبلغ انچارج مکرم مولوی محمد ابوالوفا صاحب کا ایک خط ملا ہے جس میں انہوں نے کیرالہ میں ہونے والے ایک مباہلے کا ذکر کر کے خصوصیت کے ساتھ دعا کی تحریک کی ہے۔ اس مباہلے کا پس منظر یہ ہے کہ جب گذشتہ سال میں نے ایک مباہلے کا چیلنج دیا جس میں اولین مخاطب تمام منکرین اور مکذبین کے سردار جنرل ضیاء الحق تھے اور ان کے ساتھ جو دوسرے علماء شامل تھے ان کا بھی ذکر کیا گیا اور تمام دنیا میں ان لوگوں کو مخاطب کیا گیا جو مکفرین اور مکذبین کے سردار ہیں اور ان کے پیچھے کچھ گروہ ہیں اور یہ اعلان کیا گیا کہ جو چاہے اس مباہلے کو قبول کرے۔

اس ضمن میں جو واقعات پہلے بیان ہو چکے ہیں، ان کو یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں لیکن یہ کیرالہ میں ایک جگہ ہے، وہاں کچھ علماء نے انہوں نے جماعت کے اوپر زور دیا کہ ہم مباہلہ تو کرنا چاہتے ہیں لیکن اس طرح نہیں جس طرح کہ مباہلہ کا چیلنج دیا گیا ہے۔ ان کا یہ موقف تھا کہ وہ مباہلہ جو آمنے سامنے نہ ہو، اس کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے اور میرا نام لے کر انہوں نے کہا کہ اس لئے جو مباہلہ دیا گیا ہے چونکہ غیر شرعی ہے اور غیر حقیقی ہے اس لئے اس کا تو کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ اس لئے ہم جو مباہلے کا چیلنج دیتے ہیں، ہماری شرطوں کے ساتھ قبول کرو تو پھر نتیجہ ظاہر ہوگا۔ چنانچہ جب ان کی طرف سے مجھے یہ اطلاع ملی تو اگرچہ بالعموم میں اس قسم کی پیشکش کو رد کرتا رہا ہوں اور یہ موقف اختیار کرتا رہا ہوں کہ

قرآن کریم کی رو سے مباہلے کیلئے ہرگز آمنے سامنے کھڑے ہونے کی کوئی شرط نہیں ہے

تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ (سورۃ آل عمران ۶۲) والی آیت میں یہ مضمون خوب کھل گیا ہے کہ نہ صرف آمنے سامنے ہونے کی شرط نہیں بلکہ آمنے سامنے ہونے کا اس وقت امکان بھی کوئی نہیں تھا۔ کیونکہ عیسائیوں کے وہ نمائندگان جو اس وقت وہاں حاضر تھے، ان کے اہل و عیال، ان کی عورتیں اور ان کے مرد تو سب پیچھے اپنے وطن میں رہتے تھے اور ان میں سے کوئی بھی حاضر نہیں تھا۔ اس لئے تَعَالَوْا کا معنی سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ جس طرح ہم ہر زبان میں، ہر محاورے میں استعمال کرتے ہیں کہ تم بھی اپنوں کو آواز دو کہ وہ تمہارے ساتھ ہوں اور ہم بھی اپنوں کو آواز دیتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ ہوں اور معنوی لحاظ سے وہ ہمارے ساتھ شرکت کریں۔ چنانچہ اسی جگہ آگے بڑھ کر قرآن کریم فرماتا ہے۔ قُلْ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ (سورۃ آل عمران آیت ۶۵) اس سے صاف کھل گیا کہ تَعَالَوْا کا معنی جسمانی طور پر حاضر ہونا نہیں۔ کیونکہ اِلٰی كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا کے لفظ نے خوب مضمون کھول دیا کہ معنوی شراکت کی ضرورت ہے۔ کسی جگہ کی شراکت کی نہیں۔ اس کلمے کی طرف آؤ جو ہم دونوں کے درمیان مشترک ہے۔ تو تَعَالَوْا کا یہ مفہوم چونکہ خوب اچھی طرح واضح ہے، اس لئے میں نے اصرار کیا اور ہمیشہ کرتا رہا کہ یہی طریق درست ہے اور دوسرے آج کل کے زمانے میں بھی باوجود اس کے کہ سفر کی بہت سی سہولتیں ہیں۔ یہ ناممکن ہے کہ ساری دنیا میں پھیلے ہوئے معاندین کے پاس میں جگہ جگہ دوڑا پھروں اور ایک ایک کے سامنے اپنے بیوی بچے لیجا کر ان کے بیوی بچے منگواؤں اور پھر اس طرح مباہلہ ہو۔

کیسی ایک لغو سی شکل بنتی ہے

لیکن چونکہ وہاں علماء نے جماعت پر بہت زور دیا اور وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ جماعت بھاگ رہی ہے چنانچہ میں نے ان کو اجازت دے دی۔ جب مباہلے کی اجازت دی تو انہوں نے اس تحریر پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا جو جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع ہوئی تھی اور باوجود اصرار کے ان الزامات پر دستخط نہیں کئے جو بڑی وضاحت کے ساتھ ہم نے شائع کئے تھے کہ اگر یہ الزامات درست ہیں جو تم لگاتے ہو تو مؤکد بعذاب قسم کھا کر خدا کے حضور حاضر ہو اور مباہلہ کے چیلنج کو قبول کرو۔ میں نے یہاں تک بھی ان کو مہلت دی تھی کہ

اگر تمہارے نزدیک سارے الزام سچے نہیں ہیں تو جتنے سچے ہیں، ان پر نشان لگالو۔ اگر ایک الزام کو بھی سچا سمجھتے ہو تو اس پر بھی نشان لگالو۔ تو انکی پہلی شکست تو اس بات سے ظاہر ہوئی کہ انہوں نے اس تحریر میں سے ایک الزام پر بھی تصدیق کرنے کی جرأت نہ کی اور ایک الزام کو بھی درست قرار دیتے ہوئے اس کے اوپر مباہلہ کرنے کی جرأت

نہ کی تو وہاں جو اہل بصیرت ہیں، ان پر یہ بات کھل جانی چاہیئے تھی کہ یہ علماء جو ہر روز انہی باتوں پر جماعت کے خلاف گند بکتے ہیں، اگر یہ اپنی بات میں سچے ہوتے تو مباہلے کے وقت ان الزامات کو مباہلے میں شامل کرتے لیکن شامل نہ کیا صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تکذیب پر مباہلہ کیا یعنی جماعت احمدیہ آپ کی تصدیق کرے اور وہ تکذیب کریں۔ وہ الفاظ جو مباہلے کے ہیں وہ میں ابھی آپ کو پڑھ کر سناؤں گا۔ کیونکہ مباہلے کی مدت ختم ہونے میں تھوڑا وقت رہ گیا ہے اور ۱۰ نومبر کو ان کی اپنی ہی مقرر کردہ مدت ختم ہو رہی ہے۔ لیکن اس سے پہلے کہ میں آپ کو وہ الفاظ پڑھ کر سناؤں۔ اس خط کے مضمون سے کچھ مزید مطلع کرنا چاہتا ہوں۔ اس خط میں کچھ پریشانی کا اظہار تھا اور وہ اس طرح کہ انہوں نے لکھا ہے کہ یہاں لوگ تین گروہوں میں بٹ چکے ہیں۔ جوں جوں وقت قریب آرہا ہے چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں اور چونکہ یہ مباہلہ بہت مشتہر ہو گیا تھا۔ اخبارات وغیرہ میں۔ ریڈیو پر کثرت کے ساتھ چرچے ہوئے اور سارے صوبے میں یہ بات شہرت پکڑ گئی کہ جماعت احمدیہ کا اس کے مخالفین سے مباہلہ ہوا ہے

انہوں نے لکھا ہے کہ تین قسم کے گروہ ہیں۔ ایک وہ گروہ جو ان علماء کا بھی دشمن ہے اور وہ کہتے ہیں کہ اگر اس مباہلے کے نتیجے میں کچھ بھی نہ ہوا تو دونوں ہی جھوٹے۔ ایک وہ گروہ ہے جو ان علماء کا پیروکار ہے۔ پہلے ان کی شیخیاں اور تھیں، اب یہ کہنے لگ گئے ہیں کہ اگر نہیں کچھ نہ ہوا تو جماعت جھوٹی۔ اور ایک تیسرا گروہ ہے جو خدا کے منکرین کا ہے کیونکہ کیرالہ میں کمیونزم بہت ہے اور وہاں دہریت بھی بہت ہے تو وہ دہریے کہتے ہیں کہ اگر مباہلے کے نتیجے میں کچھ ظاہر نہ ہوا تو خدا ہی نہیں ہے۔ اب وہ کہتے ہیں کہ ہم ان تین گروہوں کا منہ کس طرح بند کریں، اور کیا بات ان کے سامنے پیش کریں کہ دل مطمئن ہوں۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے تو ضروری ہے کہ مباہلے کے الفاظ دیکھے جائیں، وہ کیا تھے۔ ان الفاظ کی رُو سے جو بات فریقین پر صادر ہونی واجب ہو، وہ ضرور ہونی چاہیئے اور اگر ان الفاظ کی رُو سے کچھ بھی نہیں ہوتا تو یہ نتیجہ نکالنا بھی درست نہیں کہ دونوں فریق جھوٹے۔ یہ نتیجہ نکالنا بھی درست نہیں کہ نعوذ باللہ خدا ہی نہیں ہے اور دہریت کو تقویت ملے کیونکہ ایک اور تیسرا نتیجہ بھی تو نکالا جا سکتا ہے کہ

تمہارا مباہلہ جھوٹا تھا اور خدا کے ہاں مقبول نہیں ہوا۔ اور اس صورت میں ذمہ وار وہ فریق ہو گا جس نے پہلے مباہلے کو رد کیا اور اپنا مباہلہ ٹھونسا اور یہ اصرار کیا کہ یہ درست مباہلہ ہے، پہلا غلط مباہلہ تھا

ایسی صورت میں ایک عقلمند کو یہ تجزیہ کرنا ضروری ہو گا کہ جس مباہلے کو انہوں نے رد کیا تھا کیا وہ بے نتیجہ ثابت ہوا۔ یا اس کا نتیجہ نکلا۔ اور جس مباہلے کو انہوں نے درست مباہلہ قرار دے کر جماعت پر ٹھونسا تھا، وہ درست ثابت ہوا کہ نہیں تو اگر کوئی صاحب فہم ہو اور عقل کے ساتھ حکمت کے ساتھ تجزیہ کرے تو یہی ایک عقلی نتیجہ نکلتا ہے جو میں نے آپ کے سامنے رکھا ہے لیکن اس کا نتیجہ نکلا بھی ہے۔ وہ میں ابھی آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

جہاں تک مباہلے کے الفاظ کا تعلق ہے جماعت احمدیہ کی طرف سے ایک عبارت پڑھی گئی اور اسی طرح منکرین کی طرف سے ایک عبارت پڑھی گئی۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے عبارت یہ ہے:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ الحمد للہ رب العالمین۔

نصلی علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم وآل محمد (یہ عبارت کا آغاز ہے آگے ہے) حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام مسلمانوں کے لئے امام مہدی اور موعود مسیح ابن مریم ہیں۔ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع غیر تشریعی امتی نبی اور رسول ہیں۔ یہ ہمارا دلی اعتقاد ہے۔ ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کا اعلان کرتے ہیں۔ حضرت احمد القادیانی علیہ السلام کی طرف سے پیش کردہ تمام الہامات اور وحی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ ہیں۔ ان کے منکر خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسی سزا کے مستحق ہیں جو دیگر مامورین اللہ انبیاء کے منکروں کے لئے قرآن کریم نے بیان کی ہیں۔ (یعنی انہیں سزاؤں کے مستحق ہیں جو قرآن کریم نے بیان کی ہیں) ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں آپ کے تابع غیر تشریعی امتی نبی آسکتا ہے۔ اے قادر مطلق خدا اگر ہمارا یہ قول اور یہ اعتقاد جھوٹا ہے تو ہم پر سخت سزا نازل فرما۔ (یہ الفاظ خاص طور پر توجہ سے سننے کے لائق ہیں۔ اگر ہمارا یہ قول اور یہ اعتقاد جھوٹا ہے تو ہم پر سخت سزا نازل فرما) لعنۃ اللہ علی الکاذبین، ورنہ اگر ہم سچے ہوں تو ہم پر رحمت نازل کر کے ایسا نشان دکھا جس سے حق ظاہر ہو جاوے"۔

تو جہاں تک جماعت احمدیہ کے مباہلے کا تعلق ہے یا جماعت احمدیہ کی تحریر مباہلہ کا تعلق ہے۔ اس میں یہ نشان مانگا گیا کہ اگر ہم جھوٹے ہیں تو ہم پر لعنت ڈال اور اگر ہم سچے ہیں تو ہماری تائید میں کوئی نشان دکھا۔ یہ اصرار کرنا کہ اس کے نتیجے میں دشمن فلاں تاریخ سے پہلے پہلے مر جائیں، یہ سراسر زیادتی اور افتراء ہے کیونکہ اس تحریر میں اشارۃً بھی یہ نہیں کہا گیا کہ کسی صورت میں دشمنوں کو فلاں مدت سے پہلے پہلے مار دے۔ ہاں انبیاء کے دشمنوں کے ساتھ جو سلوک ہوتا ہے وہ قرآن کریم میں متفرق جگہوں پہ بیان ہوا ہے۔ اور وہ بعض دفعہ صدیوں پر پھیلا ہوا سلوک ہے۔ بعض دفعہ ہزاروں سال تک پھیلا ہوا سلوک ہے اور وہ ایک ایسی جاری تقدیر ہے جسے کوئی دنیا کی طاقت روک نہیں سکتی۔ ان کی ناکامی بالآخر ان کا مقدر بن جاتی ہے اور خدا تعالیٰ کے پاک لوگوں اور اچھے لوگوں کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بے انتہاء تائیدات ملتی ہیں۔ بے انتہا فضل ان پر نازل ہوتے ہیں۔ رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ برکتیں نازل ہوتی ہیں۔

وہ دشمنوں کے دیکھتے دیکھتے بڑھتے، پھیلتے پھولتے چلے جاتے ہیں، کوئی نہیں جو ان کی راہ روک سکے۔ کوئی نہیں جو ان کی ترقی کی راہ میں حائل ہو سکے۔ وہ بالآخر ضرور غالب آتے ہیں اور یہ آخرت میں غالب آنا، یہ معنی نہیں رکھتا کہ وہ دور کے مستقبل میں غالب آتے ہیں بلکہ ان کا ہر قدم غلبے کی طرف بڑھ رہا ہوتا ہے۔ ان کے حال میں ان کے مستقبل کی تصویریں دکھائی دیتی ہیں ان کے حال کے آئینے میں مستقبل کے عکس روشن تر ہوتے چلے جاتے ہیں اور جس آنکھ نے دیکھنا ہو اس کو مستقبل کے انتظار کی ضرورت نہیں، حق پرست آنکھ دیکھ سکتی ہے، پہچان سکتی ہے کہ یہ بڑھنے والوں اور غالب آنے والوں کی علامتیں ہیں۔ پس یہ وہ نشان تھا جو درحقیقت

جماعت احمدیہ کے مانگا اور یہ نشان جماعت احمدیہ کو ہر جگہ عطا ہوا۔

خود کیرلہ میں ہی اس مباہلے کے بعد اسی جگہ تین ایسے معززین جماعت احمدیہ میں داخل ہو چکے ہیں جن کا ان سے پہلے جماعت کی متشدد مخالف جماعتوں سے تعلق تھا۔

اور چونکہ ان کو یہ احساس ہوا کہ اس میں ہماری بڑی ذلت ہے، اس لئے انہوں نے پورا زور لگایا۔ ایک صاحب کو تو اغوا کر کے گھیراؤ کر کے ان کو اور پر علماء کے چند مدد باؤ ڈالنے، مناظرے کئے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ سارے قائم رہے اور خدا نے ان کو استقامت بخشی اور ان کے دلوں پر اس کے نتیجے میں ضرور ایک قسم کا عذاب نازل ہوا ہے کیونکہ ان تینوں کے احمدیت میں شمولیت کے نتیجہ میں بار بار ان کی طرف سے بے چینی کے اظہار ہوئے لیکن یہ ایک ایسی چیز ہے جو نسبتاً چھوٹے پیمانے کی چیز ہے اور ایک دشمن کہہ سکتا ہے کہ اتنے بڑے علاقے میں تین احمدی ہو جائیں تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ دنیا میں تھوڑی تھوڑی تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ کوئی ادھر چلا جاتا ہے، کوئی ادھر چلا جاتا ہے لیکن جہاں تک جماعت کی اطلاعوں کا تعلق ہے، اس چیز کو مباہلہ کرنے والوں کے دل جانتے ہیں کہ انہوں نے کس شدت سے محسوس کیا ہے۔ لیکن جس نشان کی طرف میں اشارہ کرنا چاہتا ہوں وہ اور ہے۔ وہ یہ ہے کہ

مباہلے کا اصل مقصد کسی کا سچا یا جھوٹا ثابت کرنا ہوتا ہے

اور اس پہلو سے خدا تعالیٰ نے ان کے اپنے ہاتھوں سے ان کے جھوٹا ہونے کے ایسے سامان کر دیئے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت کی صداقت صرف وہیں نہیں بلکہ دنیا کے اور ملکوں میں بھی روشن ہو گئی ہے۔ اب دیکھئے کیسی اُن کی عقل ماری گئی اور کیسی ان سے جہالت کی بات ہوئی کہ

مباہلے میں ابھی پورے دو ماہ بھی نہیں گذرے تھے کہ انہوں نے اخباروں میں یہ خبریں شائع کر دیں کہ جماعت احمدیہ کیرلہ کے امیر ڈاکٹر منصور احمد صاحب اور ان کے چیف مبلغ مولوی محمد ابوالوفاء صاحب مباہلے کے دوسرے روز ہی وفات پا گئے۔

اب دیکھیں کیا ضرورت تھی جھک مارنے کی انتظار کرتے۔ دیکھتے کیا ہوتا ہے "دوسرے روز وفات" کا اعلان کر رہے ہیں دو مہینے کے بعد۔ اور سعودی عرب میں بھی یہ اعلان ہوا اور پاکستان میں بھی یہ اعلان ہوا۔ اور اخباروں کے علاوہ ایک امروز (یا جنتے ہیں آپ) مشہور اخبار ہے، اس کے ۹ر جولائی کے پرچے میں یہ خبر شائع ہوئی کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مسلمان علماء کیرلہ کی صداقت کا عظیم الشان نشان ظاہر ہوا ہے۔

اور صداقت کا نشان یہ ہے کہ دو احمدیوں کا نام لے کے اعلان کئے تھے اس علاقے میں، ان کی موت کا جو جھوٹا اعلان اُن کی صداقت کا نشان تھا۔

تعجب ہے کہ وہاں جماعت کو اب اور کیا انتظار ہے۔ دو باتیں ثابت ہوئیں، ان کے پاس دوسروں کے لئے بھی منہ بند کرنے کے لئے خدا نے ایک نشان دیا اور ان کا منہ بند کرنے کے لئے بھی ایک نشان دیا جو یہ کہتے تھے کہ دونوں ہی جھوٹے ہیں۔ جو نتیجہ نکلتا ہے وہ یہ ہے کہ پہلے سے جو طریق مباہلہ بیان کیا تھا وہ درست تھا اور خدا کے نزدیک وہی طریق مباہلہ تھا جس کو ان کو قبول کر لینا چاہئے تھا۔ اس سے فرار کی راہ اختیار کی، ان سارے الزامات سے پیچھے ہٹ گئے جو ساری دنیا میں جماعت پر لگاتے پھرتے ہیں۔

پس جماعت احمدیہ کے لئے جو نصرت کے نشان بھی ہوتے ہیں وہ عالمی حیثیت کے ہیں اور یہ سال جو مباہلے کا تھا خواہ وہ میرے والا سال شمار کر لیں یا ان کا سال بھی بیچ میں شامل کر لیں، اس کثرت سے خدا کے فضل جماعت پر نازل ہوئے ہیں کہ کوئی بالکل ہی اندھا ہو تو وہ نہ دیکھ سکے مگر اگر اس میں ٹٹولنے کی بھی طاقت ہو تو اس کو پتہ لگ سکتا ہے۔ اتنا امتیازی سال ہے ان نشانات کا کہ انسان کی عقل حیرت زدہ ہو کر رہ جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور بہت اہم قابل توجہ بات یہ ہے کہ نعوذ باللہ من ذالک اگر جماعت احمدیہ جھوٹی ہوتی تو سب سے بڑی پکڑ تو جماعت احمدیہ کے سربراہ پر آنی چاہیئے تھی جس نے یہ جرأت کی کہ ساری دنیا کو چیلنج کیا ہے اور سب سے زیادہ فضل اس شخص پر نازل ہونے چاہیئے تھے جس کو اولین مخاطب کے طور پر پیش کیا گیا تھا لیکن دیکھیں کہ وہ سال تو بے نتیجہ نہ نکلا۔ وہ مباہلہ تو بے اثر ثابت نہ ہوا بلکہ

اگر آپ غور کریں تو بہت عظیم نشان ہے جو تاریخ میں شاذ کے طور پر ظاہر ہوا کرتا ہے۔

اس میں بہت سے پہلو ایسے ہیں جو ابھی آپ کی نظر میں نہیں لیکن بعد میں ظاہر ہوں گے مگر دو طریق پر خدا نے فوری طور پر اس مباہلے میں جماعت احمدیہ کی سچائی کے نشان ظاہر فرمائے۔

اوّل ایک ایسے شخص کو جس کی موت کا وہ اعلان کر رہے تھے بلکہ یہ کہہ رہے تھے کہ مرزا طاہر کے ہاتھوں سے یا اس کے ایماء پر اس کے مقرر کردہ قاتلوں کے ہاتھوں سے وہ قتل کیا گیا ہے اور

اگر یہ بات جھوٹی نکلے تو بیشک ہمیں سر عام پھانسی دے دو اور ہم سے یہ کر دو اور وہ کر دو۔

ایک مہینے کے اندر اندر اس مردے کو خدا نے زندہ کر دیا۔ پس ان کے اندر اگر ذرا بھی شرافت اور دیانت ہوتی اور عقل سے کام لیتے تو ان کو یہ پتہ چلتا کہ دراصل وہ دشمن زندہ نہیں ہوا بلکہ احمدیت زندہ ہوئی ہے۔ خدا نے احمدیت کو اس کی زندگی کا نشان دکھا کر ایک نئی شان سے زندہ کیا ہے

ورنہ ہمیشہ کے لئے خلافت احمدیہ پر یہ الزام لگا رہ جاتا۔

احمدی لاکھ کہتے کہ ہم جانتے ہیں۔ ہمارے یہ طور طریق نہیں ہیں مگر دشمن یہی کہتا رہتا کہ تمہارا ایک خلیفہ قاتل تھا۔ اب دیکھیں خدا تعالیٰ نے اس کو کس لاعلمی کی حالت میں کس جگہ مرنے نہیں دیا۔ وہاں سے پاکستان میں بھجوایا۔ ان دشمنوں کی آنکھوں کے سامنے دکھایا کہ تم جھوٹے ہو۔ تمہاری لعنتیں تم پر پڑ چکی ہیں اور یہ جو دشمن تم نے سازش میں ساتھ شامل کیا ہوا تھا جس کی موت کا جھوٹا اعلان کر کے تم نے ایک معصوم شخص پر قتل کے الزام لگائے ہوئے تھے، خدا نے ظاہر کر دیا ہے کہ تم سب لوگ جھوٹے تھے اور وہ سچے تھے۔ تو یہ اپنی ذات میں کوئی معمولی نشان تو نہیں۔

اگر ہمارا مباہلہ بھی بے اثر جاتا اور ایک پھوکے کارتوس کی طرح چلتا مگر کوئی آواز پیدا نہ ہوتی

تو پھر دشمن احمدیت یا دہریہ کہہ سکتے تھے کہ دیکھو نہ وہ مباہلہ چلا نہ یہ مباہلہ چلا۔ خدا بھی نہیں ہے یونہی گپیں ہی ہیں۔ یا یہ کہ دونوں فریق جھوٹے ہیں۔ لیکن وہ مباہلہ تو چلا ہے اور بڑی شان کے ساتھ چلا ہے۔

پھر ضیاء الحق کی موت کسی شخص کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھی اور ایسی غیر معمولی موت جس میں سرگردانی کے باوجود آج تک کسی کو کوئی نشان نہیں مل سکا کہ یہ کیا واقعہ ہوا ہے جس کو ہوائی قلعہ کہتے تھے۔ اس جہاز میں ہوا میں اس کے پرخچے اڑ گئے اور کم و بیش وہی حالت پیدا ہوئی جیسی خدا نے ایک دفعہ میرے منظوم کلام میں ظاہر فرمائی تھی۔ وہ الہام تو نہیں تھا وہ میرے اپنے ہی شعر تھے لیکن بعض دفعہ خدا زبان سے ایسی بات جاری فرما دیتا ہے جس کی سچائی کے اوپر پھر وہ ضامن بن جاتا ہے۔ وہ دیکھ لیں، وہ نشان تو پورا ہوا اور اس نشان کے ساتھ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بہت سے مخفی نشانات ہیں جو وقت کے ساتھ ظاہر ہوں گے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ جس طرح اس ایک مردے کی زندگی کے ساتھ دراصل ساری جماعت میں زندگی پڑ گئی۔ وہ غم اور فکر دور ہو گئے۔ وہ تفکرات دور ہو گئے وہ توہمات ختم ہو گئے۔ بڑی بے چین تھی جماعت۔ ان پر تکلیفوں کے بڑے سائے پڑے ہوئے تھے کہ ہم جانتے ہیں کہ اس نے کوئی ظلم نہیں کیا اور ساری دنیا کی نظر میں اس کو ظالم بنایا جا رہا ہے۔ ساری جماعت بڑے گہرے طور پر متفکر تھی۔ اتنا زبردست پروپیگنڈہ تھا کہ برٹش حکومت تک بھی اس بات کو غور سے سننے لگی تھی کہ ہاں امکان موجود ہے اور ان کے بعض وزراء نے بعض احمدیوں سے ذکر کیا کہ وہ تو یہ کہتے ہیں اور مطالبہ کر رہے ہیں کہ اس کو ایک مجرم کے طور پر ہمارے سپرد کیا جائے تو دیکھئے خدا نے کس شان کے ساتھ جماعت کو ایک نئی زندگی کا چھینٹا دیا ہے۔ کیسی اُن کی روحیں تازہ ہوئیں۔

کس طرح بے اختیار ساری دنیا میں جماعت سے خدا کی حمد کے ترانے گائے۔

یہ کوئی معمولی نشان ہے اور پھر ضیاء کی ایک زندگی میں ان سب ملاؤں کی زندگی تھی۔ آپ کو اندازہ نہیں ہو سکتا کہ اس کی موت کے ساتھ ان کے دلوں پہ کیا کیا بلائیں پڑی ہیں۔ کیا کیا انہوں نے خبیثانہ منصوبے بنائے ہوئے تھے۔ کیا کچھ کرنا ابھی باقی تھا۔ ان کے ساتھ تو یہی ہوا ہے کہ فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ (البقرہ آیت ۱۸) جب انہوں نے سمجھا کہ ماحول روشن ہو گیا ہے اب ہمارے لئے تو ان کی آنکھوں کا نور خدا لے گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر جس طرح ایک محبت کرنے والے عاشق نے یہ کہا تھا کہ تو میری آنکھ کی پتلی تھی آج تو گیا ہے تو میری آنکھیں اندھی ہو گئیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ آج کے علماء کی آنکھوں کی پتلی ضیاء الحق تھا اس کی موت کے ساتھ ہی پتلیاں اندھی ہو گئیں اور ان کی آنکھوں کا نور جاتا رہا بالکل قرآن کریم کے بیان کے مطابق فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ کا معاملہ ان کے ساتھ ہوا۔ اور وہ سارے منصوبے دھرے کے دھرے رہ گئے یہ پھر بعد میں جماعت احمدیہ کو مارنے، جماعت احمدیہ کے گھر جلانے، ان کے اوپر گند اچھالنے کی جو خوفناک مہم جاری ہوئی ہے یا یہ ان کے دل کا غضب ہے جو نکل رہا ہے۔ ان کے کینے باہر آ رہے ہیں۔

جھنجھلا گئے ہیں۔ کچھ ان کی پیش نہیں جا رہی

اس لئے وہ کہتے ہیں کہ اچھا خدا نہیں تو ہمارے ہاتھ تو ہیں ہم ان کو مارتے ہیں۔

ایک اور بات جو وہاں بیان کی گئی وہ یہ ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے یہ اعلان کیا تھا کہ ہم سچے ہوں تو جماعت احمدیہ پر لعنتیں پڑیں اور جماعت احمدیہ کے ساتھ یہ ہو۔ وہ اب اس اعلان سے پیچھے ہٹ گئے ہیں اور یہ اعلان کرنا شروع کر دیا ہے کہ ہمیں کچھ نہ ہوا تو ہم سچے نکلیں گے۔ وہ منظور چنیوٹی والا حال۔ ایک منظور چنیوٹی کو چھپاؤ تو دوسرا نکل آتے ہیں۔ ہر جگہ یہی حال ہے۔ نہ شرافت ہے۔ نہ صداقت ہے۔ نہ عقل ہے۔ وہ تحریر تو دیکھو کہ کیا تھی جس پر دستخط کئے گئے ہیں کس کی طرف سے کیا مطالبے تھے پس جہاں تک جماعت احمدیہ کی صداقت کا تعلق ہے وہ تو روز روشن کی طرح ساری دنیا میں ظاہر ہوئی ہے اور تم خود اپنے ہاتھوں جھوٹے ثابت ہو چکے ہو۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ تم گالیاں دیتے ہو اور اس کے باوجود خدا نے تمہیں پکڑا نہیں تو یہ بھی تمہارے جھوٹا ہونے کی دلیل ہے کیونکہ

آج تک میں نے دنیا کی کسی مذہبی تاریخ میں گالیاں دینے کو سچائی کی دلیل کے طور پہ نہیں پڑھا کیسی جہالت ہے کیسی بے وقوفی ہے کیسی حماقت ہے کہ پاکستان کے علماء بھی اور ہندوستان کے علماء بھی یہ انتہا گند بکتے ہیں اور آخر پر اعلان کر دیتے ہیں کہ دیکھو ہم نے اتنی گالیاں دی ہیں اور ہم پر خدا کا عذاب نازل نہیں ہوا۔

اس لئے ہم سچے اور یہ جھوٹے۔ گالیاں بکنے والے تو خود عذاب میں مبتلا ہیں۔ گالیاں ظاہر کرتی ہیں کہ سینوں میں آگیں لگی ہوئی ہیں جب کچھ پیش نہ جائے تو جھلا کر لوگ اس قسم کی بکواس کیا کرتے ہیں عورتیں پاگل ہو جاتی ہیں جن کا بس نہیں چلتا، وہ وہ جھکڑ تولتی ہیں وہ گند اپنے دشمن پر بولتی ہیں کہ شریف آدمی سن بھی نہیں سکتا۔ ایک نفسیاتی معاملہ ہے اس کو کیوں نہیں سمجھتے کہ گالیاں دینے والا گالیاں دے کر یہ بتاتا ہے کہ میرے دل میں کیسا آگ لگی ہوئی ہے۔ اسے کوئی سکون نصیب نہیں ہوتا پس جتنا کوئی نیکوں اور پاکوں کو گالیاں دیتا ہے، اتنا اس کا جھوٹا ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اس کا سچا ہونا کیسے ثابت ہو گیا۔ اور جماعت احمدیہ نے یہ اعلان کیا تھا کہ سچوں کے مکذبین کے ساتھ جو سلوک ہوتا ہے وہ کیا جائے۔ اب مجھے بتاؤ کہ کن گالیاں دینے والوں پر خدا کی طرف سے بجلیاں نازل ہوئی ہیں؟

قرآن کریم تو یہ فرماتا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن یہ مطالبہ کیا کرتے تھے کہ آسمان سے پتھر کیوں نہیں برساتا ہم پہ، کہتے تھے کہ اے اللہ ہم پر پتھر نازل نہیں کرتا، اس لئے کہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کر رہے ہیں دیکھو ہم سچے ہیں یہ اشارہ قرآن کریم کی ایک آیت میں موجود ہے اور واقعہ یہ ہے کہ وہ ابوجہل تھا جس نے یہ اعلان کیا تھا کہ دیکھو میں سب سے بڑا مکذب ہوں سب سے بڑا شیطان۔

سب سے زیادہ گالیاں دینے والا

اور کوئی آسمان سے پتھر نازل نہیں ہوتے۔ قوموں رنگ جو گالیوں کے نتیجے میں سزا مانگتے ہیں اور فوری سزا مانگتے ہیں۔ خدا کی تقدیر کو بدل نہیں سکتے۔ اس کے طریق مختلف ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم ان لوگوں کا تعجب سے ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ یہ کیسے بے وقوف ہیں کہ رحمت میں جلدی کرنے کی بجائے عذاب میں جلدی کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا جلدی سے عذاب کیوں نازل نہیں کرتا۔ پس جہاں تک خدا کے عذاب کا تعلق ہے، وہ نازل ہوا کرتے ہیں۔ مختلف رنگ میں نازل ہوتے ہیں قوم کے کئی قسم کے گند ہیں جو ظاہر ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ کئی قسم کی اخلاقی موتیں ہیں جو واقع ہونی شروع ہو جاتی ہیں، بحیثیت مجموعی مکذب قومیں انحطاط کا شکار ہو جایا کرتی ہیں طرح طرح کی دنیاوی آفات میں مبتلا ہونے لگ جاتی ہیں۔ ایک پورا وسیع مضمون ہے جو ایک یا دو افراد کی موت سے نہیں بلکہ ایک سیلاب کی طرح ساری قوم پر چڑھ دوڑتا ہے

اور قومیں خدا کے غضب کا نشان بن جایا کرتی ہیں۔ اس غضب کی علامتیں بن کر ظاہر ہوا کرتی ہیں۔ یہ نشان پاکستان میں بھی کثرت سے ظاہر ہو رہا ہے اور ہندوستان میں بھی کثرت سے ظاہر ہو رہا ہے۔

جب تک قوم ان علماء کا دامن نہیں چھوڑتی جب تک ان مکذبین کا دامن نہیں چھوڑتی، مسلمان قوم کے لئے جہاں جہاں اس قسم کے علماء کے ساتھ وہ چمٹے ہوئے ہیں کوئی امن اور سکون نہیں ہے۔ جو چاہیں وہ کر لیں۔

جب تک ان کی نحوست کے سائے سے نکل کر باہر نہیں نکلتے، اس وقت تک وہ کبھی چین نہیں پائیں گے کبھی ان کا کچھ نہیں بن سکے گا۔ ان کی تقدیر بننے کی بجائے بگڑتی چلی جائے گی۔ یہ ہے وہ سلوک جو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ قرآن کریم کے مطابق خدا کے سچوں کے منکرین سے ہوا کرتا ہے اور ہمیشہ سے ہوتا چلا آیا ہے۔ ورنہ اگر آسمان سے پتھر گرنے ہوتے اور کسی شخص نے اپنی گندگی کے نتیجے میں معاً ہلاک ہونا ہوتا تو کیوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکذبین کے ساتھ یہ سلوک نہیں ہوا مغربی دنیا کی صدیاں اس بات پر گواہ کھڑی ہیں۔ ایسے ایسے بدبخت پیدا ہوئے ہیں، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو ایسی ایسی غلیظ گالیاں دی ہیں کہ چند سطریں پڑھ کر انسان سے برداشت نہیں ہو سکتی کہ مزید اس بات کو آگے پڑھ سکے۔ بعض دفعہ جواب لکھنے کے لئے یا ان کا رد پانے کی خاطر کہ ان بدبختوں نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے کیا کیا سلوک کیا ہے۔ مجبوراً پڑھنا پڑتا ہے لیکن انتہائی تکلیف دہ اور دردناک حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لئے ان کے اوپر تو کہیں خدا کی طرف سے کوئی پتھر نہیں گرے۔ کئی ایسے ہیں جو لمبی عمریں پا کر طبعی عمر وفات پا گئے تو جماعت احمدیہ نے تو وہ سلوک مانگا تھا جو خدا کے انبیاء کے منکرین سے ہوا کرتا ہے اور اس سلوک میں سب سے نمایاں سلوک یہ ہے کہ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ۔ (المجادلۃ آیت ۲۲) زور جتنا مرضی لگا کے دیکھ لو۔ تم دن بدن ہارتے چلے جاؤ گے اور میرے لوگ جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ساتھ ہیں وہ غلبہ پاتے چلے جائیں گے یعنی الفاظ تو یہ ہیں۔ اَنَا وَرُسُلِيْ ۔ میں اور میرا رسول لازماً غالب آئیں گے۔ مگر رسول کے اندر ساری جماعت شامل ہوتی ہے پس یہ ہے وہ سلوک جو دشمن سے ہوتا ہے کہ وہ پورا زور لگاتا ہے اور وہ زور لگانے کے باوجود دن بدن ناکام اور نامراد مرتا چلا جاتا ہے۔

پھر قرآن کریم فرماتا ہے کہ یہ کیوں نہیں دیکھتے کہ دن بدن ان کی زمین تنگ ہوتی چلی جا رہی ہے یعنی دوسرے معنوں میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی زمین وسیع تر ہوتی چلی جاتی ہے کون سا دنیا میں ایک مقام ہے جہاں تم احمدیت کی زمین تنگ کر سکے ہو۔ ہاں ہر جگہ مقابل پر تمہاری زمین تنگ ہو رہی ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ایک دن بھی ایسا نہیں آیا جہاں جماعت کے پھیلاؤ کو تم روک سکتے ہو اور یہی وہ تکلیف ہے جس نے آگ بن کر تمہیں ایک عذاب میں مبتلا کیا ہوا ہے آخری بات یہی ہے پس تمہارا گالیاں دینا تو تمہارے جھوٹے ہونے کی دلیل ہے۔ اگر تم غالب آ رہے ہوتے تو تم نے گالیاں چھوڑ دینی تھیں تم نے تو ہنسنا اور قہقہے لگانا تھا اور خوش ہو جانا تھا۔ پھر احمدی تمہیں گالیاں دیتے جو جھوٹے ہوتے جن کی کچھ پیش نہ جاتی۔

انہوں نے پھر تنگ آکر آخر بیچاروں نے گالیاں دینی تھیں تو تھوڑے ہو کر کمزور ہو کر بے بس اور بے اختیار ہو کر ان کے دلوں پر تو خدا کی طرف سے طمانیت نازل ہوتی ہے۔ ان کو تو صبر کا نشان دیا جاتا ہے۔ ان کو وہ ساری علامتیں عطا ہوتی ہیں جو خدا کے سچے انبیاء کے ماننے والوں کو عطا ہوا کرتی ہیں اور تمہیں جھوٹوں کی علامتیں عطا ہوتی ہیں۔ پھر یہ کیسے ہو گیا کہ تم سچے نکلے اور ہم جھوٹے نکلے۔ دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے ایک سادہ سے فقرے میں ہمیشہ کے لئے اس بات کا فیصلہ فرما دیا کہ سچا کون ہوتا ہے اور جھوٹا کون ہوتا ہے۔ آخری زمانے کے حالات بیان کرتے ہوئے جب یہ فرمایا کہ بہتر ۷۲ فرقے ہو جائیں گے۔ كُلُّهُمْ فِي النَّارِ وہ سارے کے سارے آگ والے ہوں گے سوائے ایک جماعت جو سچی ہو گی جسے خدا کھڑا کرے گا۔ یہ جو جماعت سچی ہونے کی خوشخبری دی۔ اس کے متعلق جب ایک پوچھنے والے نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! کیسے ہم پہچانیں گے کہ وہ سچے ہیں۔ فرمایا۔ مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ (جامع ترمذی۔ ابواب الایمان۔ باب افتراق ہذہ الامۃ) تم دیکھ لینا جو میرا حال ہے وہی ان کا ہو گا۔ جو میرے ماننے والے اور میرے صحابہؓ کا حال ہے وہی ان کا ہو گا تم دیکھو!

تم نے گند بکنے کے بعد کس جماعت میں شامل ہونا ثابت کر دیا ہے۔ کیا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی زندگی اور آپ کے صحابہؓ کی زندگی میں تم ایسی ایک بھی مثال دے سکتے ہو کہ جیسے تم مسجد و محراب سے انتہائی مغلظات بکتے ہو اور جھوٹ پر جھوٹ بولتے چلے جاتے ہو، نعوذ باللہ من ذالک ایک دن بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے کسی صحابیؓ نے بھی یہ مسلک اختیار کیا ہو۔ ہاں آپ کے خلاف جھوٹ بولے جاتے تھے۔ آپ کو گندی گالیاں دی جاتی تھیں۔ آپ کے خلاف افتراء کئے جاتے تھے تو پھر دیکھو نو سچی تو وہی ہے جس کی شکل حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلاموں سے ملتی چلی جا رہی ہے اور یہ شکل خود تم اپنے قلموں کے ذریعے بنا رہے ہو۔

قرآن کریم سے سچوں کی زندگیوں کا مطالعہ کر کے دیکھ لو اور پھر دیکھو کہ کس طرح جماعت احمدیہ کیرلہ کی دعا کو خدا نے سنا ہے۔ انہوں نے تو یہ مانگا تھا کہ اے خدا! رسول کے دشمنوں سے جو تو کرتا چلا آیا ہے جو ان کے حالات ہوتے ہیں وہی ان کے کر دے چنانچہ اب دیکھ لو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی حدیث نے اس مضمون کو خوب واضح کر کے اور کھول دیا۔ آپ کی مسجدیں منہدم کی جاتی تھیں آپ کے گھروں کو آگ لگائی جاتی تھی۔ آپ کے صحابہؓ کو تکلیفیں دی جاتی تھیں گالیاں دی جاتی تھیں۔ دن رات گند بکے جاتے تھے۔ ہر قسم کے بنیادی حقوق سے محروم کیا جاتا تھا۔

عبادت نہیں کرنے دی جاتی تھی۔ کلمہ نہیں پڑھنے دیا جاتا تھا۔ حج سے روکا جاتا تھا۔ یہ اعلان کرنے سے باز رکھا جاتا تھا کہ ہم مسلمان ہیں۔ سو فیصدی یہ تصویر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی آج جماعت احمدیہ کو زندہ کرنے کی توفیق ملی ہے۔ کہ ان سے یہ مظالم ہوتے اور وہ صبر کے ساتھ قائم رہے عبادتوں سے روکے گئے

لیکن عبادتیں کرتے چلے گئے۔ اور عبادتوں میں پہلے سے بڑھ گئے کلمۂ توحید سے باز رکھنے کی کوشش کی گئی لیکن قربانی پہ قربانی دیتے چلے گئے اور کلمۂ توحید سے جان سے بڑھ کر چمٹے رہے۔ جانیں گنوادیں مگر کلمۂ توحید کو اپنے دل سے نکلنے نہ دیا۔ یہ وہ جماعت ہے جس نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے کی وہ تمام اعلیٰ اخلاق دہرا دیئے ہیں اور تمہاری آنکھوں کے سامنے دہرا رہی ہے۔

دنیا کے سامنے پیش کر دیا ہے جو کبھی تاریخ کے صفحات پر پڑھا جاتا تھا اور تم ہو وہ بدنصیب ہو جس نے محمد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کے ساتھ ظلم کرنے والوں کے ہر کردار کو اپنا لیا ہے۔ آپ کے دشمنوں کے ہر وطیرے کو دوبارہ اختیار کیا اور آج تم بھی ہماری طرح ایک تاریخ لکھ رہے ہو۔ دنیا کی آنکھ جو دیکھنے کی آنکھ ہے وہ گواہ رہے گی اور ہمیشہ گواہ رہے گی کہ ہم نے اپنی قربانیوں، اپنی وفا اور اپنے خون سے اور اپنے گھر جلا کر اور اپنی اولادیں قربان کر کے جو تاریخ آج اس زمانے میں لکھی ہے یہ وہی تاریخ ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپ کے غلاموں نے اسی طرح اپنی وفا کیساتھ اپنی قربانیوں کے ساتھ اپنے نیک اعمال کے ساتھ لکھی تھی اور تم وہ ہو جو وہ تاریخ لکھ رہے ہو جو مخالفین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لکھتے چلے گئے یہاں تک کہ خدا نے ان کو مغلوب کر دیا اور ان کو بے اختیار کر دیا اور ان کی آنکھوں کے سامنے دیکھتے دیکھتے دین اسلام پھیلتا چلا گیا۔ پس آج بھی وہی اسلام پھیلے گا جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا اسلام ہے اور اس اسلام کے نقوش دن بدن واضح ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

بانیٔ اسلام کی صداقت کے متعلق

ایک مستشرق کا اعلان

پروفیسر منٹگمری واٹ انگلستان کی ایڈنبرا یونیورسٹی عربی اور اسلامیات کے پروفیسر رہ چکے ہیں آپ کی ۱۹۰۹ء میں پیدائش ہوئی انہوں نے اپنی ایک کتاب کے دیباچہ میں اس امر کا بخوشی اعلان کیا ہے کہ اسلام سے طالب علمی کے زمانہ میں میرا تعارف احمدیت کے ذریعہ ہی ہوا تھا یعنی ایک احمدی طالب علم کے ذریعہ جو ہندوستان سے حصول تعلیم کے لئے انگلستان آئے تھے آپ ایک درجن سے زیادہ کتب کے مصنف ہیں۔

حال ہی میں ان کی ایک نئی تصنیف یا تالیف "مکہ آنحضرت کے دور میں" — (MUHAMMAD'S MECCA) کے نام سے ایڈنبرا یونیورسٹی پریس کی طرف سے (۱۹۸۸) شائع ہوئی ہے اس کتاب کے شروع میں وہ لکھتے ہیں کہ بانیٔ اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فی الواقعہ اللہ تعالیٰ کے نبی تھے۔ (ملاحظہ ہو باب اول) مصنف کی اصل انگریزی عبارت حسب ذیل ہے۔

"PERSONALLY I AM CONVINCED THAT MUHAMMAD WAS SINCERE IN BELIEVING THAT WHAT CAME TO HIM AS REVELATION (WAHY) WAS NOT THE PRODUCT OF CONCIOUS THOUGHT ON HIS PART. I CONSIDIER THAT MUHAMMAD WAS TRULY A PROPHET, AND THINK THAT WE CHRISTIANS SHOULD ADMIT THIS ON THE BASIS OF THE CHRISTIAN PRINCIPLE THAT "BY THEIR FRUITS YOU WILL KNOW THEM" SINCE THROUGH THE CENTURIES ISLAM HAS PRODUCED MANY UPRIGHT AND SA-

صہ

صہ

INTLY PEOPLE"

ترجمہ:۔ ذاتی لحاظ سے مجھے یقین ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے اس اعتقاد و اعلان میں مخلص اور سچے تھے کہ جو وحی آپ پر نازل ہوتی ہے وہ کوئی اپنے خیالات کا نتیجہ نہیں۔ میں (حضرت) محمدؐ کو سچا نبی یقین کرتا ہوں اور میری یہ رائے ہے کہ عیسائیوں کو یہ بات عیسائیت کے اس اصول کی رُو سے قبول کر لینی چاہیئے کہ "تم ان درختوں کی شناخت ان کے پھلوں کے ذریعے کرو گے" چنانچہ اسلام نے گذشتہ صدیوں میں بہت سے راستباز اور اولیاء پیدا کئے ہیں۔"

زیر نظر کتاب جس میں مصنف نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی کی سیرت کو قرآنی آیات کی بناء پر تالیف کر کے پیش کیا ہے۔ اگرچہ ہمیں بعض مقامات پر ان کی رائے سے اختلاف ہے۔ مثلاً یہ کہ جمع و تدوین قرآن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی ہو گئی تھی نہ کہ بعد میں۔ تاہم یہ کتاب حضورؐ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرنے والوں کیلئے یورپین اسلامی لٹریچر میں ایک مفید اضافہ ہے (ڈاکٹر محمد اسحٰق خلیل از نیوز کسل اپان ٹائن انگلینڈ)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام

اپنی مبشر اولاد کے متعلق

خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد
بشارت تو نے دی اور پھر یہ اولاد
کہا ہرگز نہیں ہوں گے یہ برباد
بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد
خبر مجھ کو یہ تو نے بارہا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

مری اولاد سب تیری عطا ہے
ہر اک تیری بشارت سے ہوا ہے
یہ پانچوں جو کہ نسل سیدہ ہیں
یہی ہیں پنج تن جن پر بنا ہے
یہ تیرا فضل ہے اے میرے ہادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار

کلام محترمہ سیدہ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا

رکھو پیش نظر وہ وقت بہن جب زندہ گاڑی جاتی تھی
گھر کی دیواریں روتی تھیں جب دنیا میں تو آتی تھی
جب باپ کی جھوٹی غیرت کا خوں جوش میں آنے لگتا تھا
جس طرح جنا ہے سانپ کوئی یوں ماں تیری گھبراتی تھی
یہ خونِ جگر سے پالنے والے تیرا خون بہاتے تھے
جو نفرت تیری ذات سے تھی فطرت پہ غالب آتی تھی
کیا تیری قدر و قیمت تھی کچھ سوچ تیری کیا عزت تھی
تھا موت سے بدتر وہ جینا قسمت سے اگر بچ جاتی تھی
عورت ہوتا تھی سخت خطا تھے تجھ پہ سارے جبر روا
یہ جرم نہ بخشا جاتا تھا تا مرگ سزائیں پاتی تھی
گویا تو کنکر پتھر تھی احساس نہ تھا جذبات نہ تھے
توہین وہ اپنی یاد تو کر! ترکہ میں بانٹی جاتی تھی
وہ رحمت عالم آتا ہے تیرا حامی ہو جاتا ہے
تو بھی انساں کہلاتی ہے سب حق تیرے دلواتا ہے
ان ظلموں سے چھڑواتا ہے
بھیج درود اس محسن پر تو دن میں سو سو بار
پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار
صلِّ علیٰ محمدٍ

(الفضل خاتم النبیین نمبر مورخہ ۱۲ ؍ جون ۱۹۲۸ء)

"مگر وہ نام لیتے ہیں خدا کا اُس زمانے میں کہا"

> پاکستان ہائی کورٹ کے ایک ایڈوکیٹ جناب اصغر علی گھرال کی ایک کتاب "اسلام یا ملّا ازم" میں جرأت مندانہ اظہار خیال ہے۔

ارسطو نے کہا تھا بلاشبہ افلاطون مجھے عزیز ہے مگر سچائی عزیز تر ہے بغیر جرأت اظہار کے سچائی ممکن نہیں اور سچائی کے بغیر نیکی کا تصور دشوار ہے!

اہل ایمان کا وہ فطری ردعمل کہ جہاں بھی جبر یا بے انصافی دیکھیں برداشت نہ کر سکیں اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ "سچے مومن حق بات کہنے میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہیں کرتے" یا قرآن پاک کی یہ واضح ہدایت کہ "کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس سے ناانصافی پر آمادہ نہ کر سکے (ہر حال میں) انصاف کرو اور یہی تقویٰ سے زیادہ قریب ہے"۔ یہ سب باتیں ہمیں (سوائے چند نفوس قدسیہ کے) من حیث القوم کیوں بھولتی جا رہی ہیں اور ہم اپنی بزدلانہ خاموشی سے کتنے ہی غلط رویوں کو کیوں تقویت دے رہے ہیں؟

جناب اکبر الٰہ آبادی نے فرمایا تھا ؎

(رقیبوں) نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اِس زمانے میں

اس زمانے میں یہ شعر شاید شاعرانہ مبالغہ ہوگا۔ کافر انگریز کی حکومت میں خدا کا نام لینے پر کسی نے کوئی پابندی عائد نہیں کی تھی، کوئی رپٹ نہیں لکھوائی تھی۔ یہ سعادت صرف موجودہ اسلامی دور کو نصیب ہوئی ہے کہ غیر مسلموں کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی معبودیت کے اقرار کی اجازت نہیں، یہ جرم قابل دست اندازیٔ پولیس ہے۔ خلاف ورزی کی صورت میں آپ گرفتار ہو سکتے ہیں۔ سزایاب ہو سکتے ہیں، ہو کیا سکتے ہیں ہو رہے ہیں۔ پاکستان کی عدالتوں میں ایسے بے شمار مقدمات چل رہے ہیں جن میں کلمہ طیبہ پڑھنے، کلمے کا بیج لگانے درود شریف پڑھنے اذان دینے اور نماز جمعہ کی تیاری کے لئے وضو کرنے کے الزامات میں گرفتاریاں ہوئیں اور ثبوتِ جرم کے بعد عدالتوں سے باقاعدہ سزائیں دی گئی ہیں۔ ایسے بے شمار واقعات میں سے ۲۵ جون ۱۹۷۷ء کے روزنامہ جنگ لاہور سے ایک چھوٹی سی خبر ملاحظہ ہو عنوان ہے:

"اذان دینے پر قادیانی کو دو سال قید"

بدّوملہی (نامہ نگار) سول جج (بااختیارات دفعہ ۳۰ ضابطہ فوجداری) ناروال نے بدوملہی کے ایک قادیانی نوجوان مسعود احمد بٹ کو جس نے ایک سال قبل انٹی احمدیہ آرڈی نینس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے "اذان" دی تھی ایک تحریری درخواست پر مقامی پولیس نے اس کے خلاف مقدمہ درج کر کے گرفتار کر لیا تھا۔ تفصیل اس جرم کی یہ ہے کہ قادیانی نوجوان نے بآوازِ بلند کہا تھا۔

"اللہ سب سے بڑا ہے" "اللہ سب سے بڑا ہے"
"اللہ سب سے بڑا ہے" "اللہ سب سے بڑا ہے"
"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں" "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں"!
"میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں" میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں"۔
"نماز کی طرف آؤ" "نماز کی طرف آؤ"
"بھلائی کی طرف آؤ" بھلائی کی طرف آؤ"!
اللہ سب سے بڑا ہے" اللہ سب سے بڑا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں"۔

اس موجودہ صورت حال سے چند سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ کیا اس "اسلامی مملکت" میں "رب العالمین" فقط "رب المسلمین" ہے؟ اور کیا اب

(i) غیر مسلموں کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے اقرار کی اجازت نہیں"؟

(ii) غیر مسلموں کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کا رسول تسلیم کرنے کی اجازت نہیں؟

(iii) غیر مسلموں کو اجازت نہیں کہ وہ قرآن پاک کو نظام حیات کے لئے بہترین کتاب ہدیٰ قرار دیں۔ اور کیا ان کو قرآن پاک کی صداقتوں اور احکام پر عمل پیرا ہونے کی اجازت نہیں؟

ان سوالات کے "ہاں" میں جوابات کے لئے قرآن پاک سے کیا جواز ہے؟ اور نفی میں جواب کی صورت میں "کلمہ طیبہ" پڑھنے پر پکڑ دھکڑ اور قید و بند کیوں ہے؟

انٹی احمدیہ آرڈی ننس کو زیر بحث لانا یا اس پر مفصل تبصرہ میرے موضوع سے خارج ہے ویسے بھی اس آرڈی ننس پر صحیح تبصرہ تاریخ ہی کرے گی۔ البتہ اس کے نفاذ کے بعد سپریم کورٹ اور ہائی کورٹوں کے نصف درجن جج صاحبان نے ایک مشترکہ بیان میں یہ مطالبہ کیا تھا کہ "پاکستان میں سب کو اپنی پسند کے مذہب پر عمل کرنے کی اجازت ہونی چاہیئے"۔ انہوں نے کہا احمدیہ فرقہ یا اور فرقہ کے افراد پر طریقۂ عبادت اور کلمہ پڑھنے پر عائد پابندیاں ان حقوق کی شدید خلاف ورزی ہے جن کی ضمانت مملکت کے تمام شہریوں کو دی گئی ہے، نیز یہ بنیادی انسانی حقوق کے تصور کی بھی نفی ہے۔ اس بیان پر دستخط کرنے والوں نے قائداعظم کی پہلی دستور ساز اسمبلی میں اس تقریر کا حوالہ دیا جس میں انہوں نے کہا تھا کہ تم آزاد ہو، تم اپنے مندروں میں جانے پر آزاد ہو، تم اپنی مسجدوں اور دیگر عبادت گاہوں میں آزادی سے جا سکتے ہو پاکستان میں تم کسی بھی مذہب یا ذات یا عقیدہ سے تعلق رکھ سکتے ہو۔ کاروبار مملکت سے اس کا کوئی سروکار نہ ہوگا۔

ذیل کے اصحاب نے اس مشترکہ بیان پر دستخط فرمائے تھے:۔
سپریم کورٹ آف پاکستان کے سابق جج جناب فخر الدین جی ابراہیم، مغربی پاکستان ہائی کورٹ کے سابق جج مسٹر علی سعید، مسٹر فضل غنی، سندھ ہائی کورٹ کے جناب عبد الحفیظ میمن، مسٹر کیو حامد پوتہ اور مسٹر جی ایم شاہ۔

اسلام کی ڈیڑھ ہزار سالہ تاریخ کے مختلف ادوار میں یہ الزام تو لگتا رہا کہ مسلمانوں نے زبردستی کافروں کو کلمہ پڑھوایا۔ البتہ کلمہ پڑھنے والوں کو بنوک شمشیر اس سے باز رکھنے کی کوئی مثال پہلے نہیں تھی۔

مگر اس آرڈی ننس کے تحت جرائم کی یہ فہرست یہیں تک محدود نہیں رہے گی۔ وقت گذرنے کے ساتھ ان کے مطالبات اور آرڈی ننس کے دائرے وسیع ہوتے جائیں گے! غیر مسلموں کے تمام اعمال جو "مشبہ بالاسلام" ہونے کا احتمال ہے قابل دست اندازی پولیس جرائم کی زد میں آ سکتے ہیں۔ مثلاً

(۱) احمدیوں کا اپنے نومولود بچوں کے کانوں میں اذان دینا حالانکہ ہر بچہ فطرت سلیم لے کر پیدا ہوتا ہے اور ہمارے عقیدے کے مطابق وہ "مسلم" ہوتا ہے۔

(۲)۔ رمضان المبارک میں مسلمانوں کی طرح روزہ رکھنا، روزے رکھنے کی تیاری کرنا اور روزہ ... کی افطاری احمدیوں کو دن کے وقت کھانا کھلوا کر پولیس باقاعدہ ٹیسٹ کیا کرے گی کہ کہیں چوری چھپے روزہ تو نہیں رکھ لیا؛

(۳) ختنہ کروانے پر (یہ عذر مسموع نہیں ہوگا کہ یہودی اور بعض دیگر اقوام میں ختنہ رائج ہے)

(۴) ... کے سے نام رکھنے پر حالانکہ یہ ... عیسائیوں اور یہودیوں تک میں مشترک ہیں بلکہ ... ہندوؤں اور ...

الفضل کے صد سالہ جشنِ تشکر کے لئے تازہ کلام ۲۵ مارچ ۱۹۸۹ء

از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

ہم آن ملیں گے متوالو بس دیر ہے کل یا پرسوں کی
تم دیکھو گے تو آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی دید کے ترسوں کی

ہم آمنے سامنے بیٹھیں گے تو فرطِ طرب سے دونوں کی
آنکھیں ساون برسائیں گی اور پیاس بجھے گی برسوں کی

تم دور دور کے دیسوں سے جب قافلہ قافلہ آؤ گے
تو میرے دل کے کھیتوں میں پھولیں گی فصلیں سرسوں کی

یہ عشق و وفا کے کھیت رضا کے خوشوں سے بھر جائیں گے
موسم بدلیں گے رت آئے گی ساجن پیارے کے درسوں کی

میرے بھولے بھالے حبیب مجھے لکھ لکھ کر کیا سمجھاتے ہیں
کیا انہی کو دکھ دیتی ہے جدائی لمبے عرصوں کی!

یہ بات نہیں وعدوں کے لمبے لیکھوں کی تم دیکھو گے
ہم آئیں گے جھوٹی نکلے گی لاف خدا ناترسوں کی

دور ہوگی کلفت عرصوں کی اور پیاس بجھے گی برسوں کی
ہم گیت ملن کے گائیں گے پھولیں گی فصلیں سرسوں کی

ضروری اعلان

صد سالہ جشنِ تشکر کے سلسلہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک سو سے زائد زبانوں میں قرآن کریم کی منتخبہ آیات، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی منتخبہ احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منتخبہ ملفوظات طبع ہو چکے ہیں۔ اس تعلق میں حضور انور نے اپنے ایک خطاب میں فرمایا تھا کہ:-

"اپنے ملک کی زبان میں شائع شدہ ان تراجم کو اچھی طرح پڑھیں اور یاد کریں، اور ان کے فیض سے مستفیض ہوں"

اِس بارہ میں آپ تمام احبابِ جماعت کو حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد سے مطلع کیا جاتا ہے کہ ان تراجم کو غور سے پڑھیں اور یاد کریں اور پھر دوسروں کو بھی پڑھائیں۔ اور ان کے مطالب اور نور سے انہیں منور کریں۔

اللہ تعالیٰ احبابِ جماعت کو کماحقہٗ استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر نشر و اشاعت قادیان

صد سالہ جشنِ تشکر کی عظمت اور اس کی برکات (بقیہ اداریہ صفحہ ۲)

چنانچہ وہ میعاد کے اندر بڑے بڑے جرنیلوں کے ساتھ عبرتناک طور پر ہلاک ہوا۔ اگر یہ زبان سے مباہلہ قبول کرتا یا تحریر میں قبول کرتا تو اس کے آثار کا مظاہرہ اور ان کے عذاب کی بھی شدّت عذاب بھی بڑھ کر آتا۔ پس یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ یہ سب نتائج مباہلہ ہی کے ثمرات ظاہر ہو گئے ہیں۔

●— ۲۳ر مارچ کو قادیان میں صد سالہ جشنِ تشکر کے آغاز پر جو جلوس نکالا گیا وہ بیرونی برکات کا مجموعہ تھا۔ ہر احمدی محسوس کر رہا تھا اور راقم الحروف بڑی شدت سے محسوس کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس تاریخ ساز دن میں انسانی قلوب کو معجزانہ طور پر جھکا دیا ہے۔ میں نے خود سنا کہ ہمارے ساتھ ہمارے ہندو سکھ معزز زین بھی صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کا ورد بلند آواز سے کر رہے تھے۔ ہمارے ہندو سکھ اور عیسائی بھائی اپنے اپنے کاروبار چھوڑ کر اپنی مصروفیات ملتوی کر کے بہت بڑی تعداد میں جلوس میں شریک ہوتے جا رہے تھے۔ بعدہٗ یہ جلوس ایک عظیم جلسے میں تبدیل ہو گیا۔ اور اس جلسے میں قادیان اور صوبائی اور ملکی سطح کے نامور لیڈروں نے اپنی اپنی تقاریر میں جماعت احمدیہ اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جس والہانہ عقیدت کا اظہار کیا اور جس انداز سے جشنِ تشکر کی مبارکباد پیش کی اس سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ قادیان کی مقدس سرزمین جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مولد و مسکن اور مدفن ہے اس کی عظمت کے اظہار کے لئے اس تاریخی دن پر اللہ تعالیٰ نے ہمیں غیر معمولی نشان دکھایا ہے۔

●— اس کے بعد جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے عالمی دوروں کی رپورٹیں منظرِ عام پر آنے لگیں تو ایک اور ہی حقیقت سامنے آئی کہ دنیا کی بڑی بڑی حکومتوں کے سربراہوں نے غیر معمولی طور پر احمدیت کی عظمت کا اعتراف کیا اور حضور انور کا شاہانہ استقبال حکومتوں کے سربراہوں نے کیا ہے۔ گویا نہ صرف قادیان بلکہ بڑی بڑی حکومتوں کے سربراہوں کو عالمی سطح پر احمدیت کی عظمت کے لئے اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی طور پر جھکا دیا ہے۔

●— اس کے بعد جب جلسہ جشنِ تشکر U.K. کی ویڈیو کیسٹ دیکھی تو صد سالہ جشنِ تشکر کی ایک اور ہی بلند ترین عظمت سامنے آئی۔ جو ہمارے وہم و گمان سے بہت بلند تھی کہ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں پہلی مرتبہ درجن بھر ملکوں کے وزراء اور اراکینِ پارلیمنٹ جلسہ میں اپنے اپنے ملکوں کے وفد اور تحائف لے کر آئے۔ اور اپنی تقاریر میں جماعتِ احمدیہ کی عظمت کا بھرپور اور برملا اعتراف کیا۔ اور حضور انور کی خدمتِ اقدس میں اپنی اپنی حکومتوں کی طرف سے صد سالہ جشنِ تشکر کی مبارکباد پیش کی —!!

●— یہی وہ جشنِ تشکر کا پُرعظمت سال ہے جس میں افریقہ کے ایک ملک مالی میں فوج در فوج ہو کر تینتیس چالیس ہزار افراد احمدیت میں داخل ہو گئے۔ اور ساری دنیا میں جو ستّر ہزار سے زیادہ افراد احمدیت میں داخل ہو چکے ہیں۔ اور سال کے آخر تک یہ تعداد ایک لاکھ ہونے کی توقع ہے۔ جو تاریخِ احمدیت میں ایک ریکارڈ تعداد ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

●— جماعتِ احمدیہ کی نمائندگی کرتے ہوئے جماعت کا ایک پُرعظمت حصہ ایسا بھی ہے جو کلمہ طیبہ کی عزت و عظمت اور حفاظت کے لئے بے دریغ جانی و مالی قربانی کر رہا ہے اور قید و بند کی صعوبتیں بڑی بہادری اور استقامت سے برداشت کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کی قربانیوں کو قبول فرمائے اور ان کے لئے اور ان کی اولادوں اور نسلوں کے لئے بے شمار برکتوں کے سامان پیدا فرمائے۔ ان کی قربانیوں کے صدقے میں اللہ تعالیٰ جماعتِ احمدیہ کو ساری دنیا میں غیر معمولی عظمتیں عطا فرما رہا ہے۔ لہٰذا یہ ایک عظیم برکت ہے جو آج جماعتِ احمدیہ کے سوا کسی اور فرقے کو نصیب ہی نہیں ہے ؎

قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

●— بہرحال جشنِ تشکر کے اس نہایت بابرکت سال میں جماعتِ احمدیہ پر جو انفرادی اور اجتماعی برکتیں نازل ہو رہی ہیں وہ اس موسلادھار بارش کے قطروں کی طرح ہیں جن کو گنا نہیں جا سکتا۔ لہٰذا ان برکتوں کی تفصیلات یہ کمزور قلم تحریر کرنے سے بالکل قاصر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جشنِ تشکر کی ان بے شمار برکتوں اور عظمتوں کو دیکھ کر ہر احمدی کی روح اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہے۔ اور ہر احمدی آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس شعر کا مجسمہ دکھائی دے رہا ہے کہ ؎

کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار (دُرِّثمین)

(عبد الحق فضل)

سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السّلام کے مُبارک خُلفائے کرام

الحاج حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہٗ

الحاج حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہٗ

حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہُ اللہ تعالےٰ

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرّابع ایدہُ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

لدھیانہ میں صدسالہ جشنِ تشکر کے عظیم الشان جلسے کے سٹیج کی تصویر۔
(دائیں سے بائیں) محترم ناظر صاحب خدمتِ درویشان۔ محترم ناظر صاحب اعلیٰ قادیان۔ محترم مؤلف صاحب اصحابِ احمد (ملک صلاح الدین)۔ محترم ڈاکٹر ایس۔ ایس۔ جوہل (مہمانِ خصوصی) آل انڈیا اقتصادی بورڈ کے چیئرمین خطاب فرما رہے ہیں ؎

دارالبیعت لدھیانہ جہاں پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سَو سال قبل ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو پہلی بیعت لے کر جماعتِ احمدیہ کی بُنیاد رکھی ؎

صدسالہ جشنِ تشکر کے بعض مناظر

قادیان میں ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کے روز نکلنے والے تاریخ ساز جلوس کا ایک منظر

جلوس کے بعد منعقد ہونے والے عظیم الشان جلسے کا حسین منظر

قادیان میں ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کے سٹیجِ جلسہ کا ایک منظر:۔
تصویر میں انتہائی بائیں جانب محترم چوہدری اللہ بخش صادق صاحب ناظرِ خدمتِ درویشان تشریف فرما ہیں۔ اور دائیں جانب محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظرِ اعلیٰ، جناب رگھو نندن لال بھاٹیہ ایم۔پی (مہمانِ خصوصی) کے ساتھ محوِ گفتگو ہیں ؎

حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بے مثال عشق

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم + گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم (کلام حضرت مسیح موعودؑ)

از مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان

مثل مشہور ہے۔ عشق و مشک را نتوان نہفتن: کہ عشق اور مشک کو چھپایا نہیں جا سکتا۔ یہ مثال صرف حقیقی عشاق پر ہی چسپاں ہوتی ہے۔ نقّال اور بہروپئے یا نام نہاد عشق مجازی کے دعویدار کروڑ جتن کریں۔ یہ مثال اُن پر صادق نہیں آتی۔

جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں آپؑ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کی کیفیات ایام طفولیت سے نظر آتی ہیں۔

آپ کی سیرت کے بارہ میں آپ کے دعویٰ مسیح موعود کے بعد آپ کے سب سے بڑے مخالف مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی شہادت آپ کی معرکۃ الآراء تصنیف براہین احمدیہ پر ریویو کے ضمن میں یوں درج ہے۔

"(کتاب براہین احمدیہ کا مؤلف) اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے ...... ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم سے کم ایک ایسی کتاب بتادے جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفین اسلام خصوصاً آریہ و برہم سماج سے اس زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کی نشان دہی کرے جنہوں نے اسلام کی نصرت مالی و جانی و قلمی و لسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بھی بیڑا اُٹھا لیا ہو اور مخالفین اسلام اور منکرین الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدّی کے ساتھ یہ دعویٰ کیا ہو کہ جس کو وجودِ الہام میں شک ہو وہ ہمارے پاس آکر تجربہ و مشاہدہ کر لے اور اس تجربہ و مشاہدہ کا اقوامِ غیر کو مزہ بھی چکھا دیا ہو۔"

(اشاعۃ السنہ جلد ہفتم عدد ۶ ص ۱۶۹-۱۷۰)

یہ صاحب حال وجود (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) اپنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کے بارے میں فرماتے ہیں ؎

یا رسول اللہ برویت عہد دارم استوار
عشقِ تو دارم ازاں روزیکہ بودم شیر خوار

ترجمہ:۔ یا رسول اللہ میں تجھ سے مضبوط تعلق رکھتا ہوں اور اُس دن سے کہ میں شیر خوار تھا۔ مجھے تجھ سے محبت ہے۔

جب تک کسی میں پیدائشی تخم سعادت نہ ہو یہ جوہر پنپ کر بعد میں منظر عام پر نہیں آتا۔ اس کے بعد اپنی طفولیت کے بارہ میں فرماتے ہیں ؎

در دو عالم نسبتے دارم بتو از بس بزرگ
پرورش دادی مرا خود ہمچو طفلے در کنار

ترجمہ:۔ دونوں جہان میں۔ میں تجھ سے بے انتہا تعلق رکھتا ہوں۔ تونے خود بچے کی طرح اپنی گود میں میری پرورش فرمائی ہے۔ اس شعر میں آپ نے اپنے آپ کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گویا روحانی فرزند قرار دیا ہے۔

دیدارِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے عشق کی کیفیت

فرماتے ہیں:۔ ؎

(۱) تا مرا نورِ رسول پاک را بنمودہ اند
عشقِ او در دل ہمے جوشد چو آب از آبشار

ترجمہ:۔ جب سے مجھے رسول پاکؐ کا نور دکھایا گیا۔ تب سے اُس کا عشق میرے دل میں یوں جوش مارتا ہے جیسے آبشار میں سے پانی۔

(۲) ترجمہ:۔ جب سے مجھے اُس کے حُسن کی خبر دی گئی ہے۔ میرا دل اُس کے عشق میں بیقرار رہتا ہے۔

(۳) ... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چاہِ ذقن میں لاکھوں یوسف دیکھ رہا ہوں۔ اور جہاں تک مسیح ناصری علیہ السلام کا تعلق ہے۔ ایسے وجود تو آپ کے طفیل بے شمار ہوئے۔

(ترجمہ از فارسی)

(۴) ترجمہ:۔ میرا سر احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خاک پر نثار ہے اور میرا دل ہر وقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہے۔

(۵) بگیسوئے رسول اللہ کہ ہستم
نثارِ روئے تابانِ محمدؐ

ترجمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زلفوں کی قسم کہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی چہرہ پر فدا ہوں۔

(۶) ترجمہ:۔ اس راہ میں اگر مجھے قتل کر دیا جائے یا جلا دیا جائے تو پھر بھی میں محمدؐ کی بارگاہ سے منہ نہیں پھیروں گا۔

(۷) بکارِ دیں نترسم از جہانے
کہ دارم رنگِ ایمانِ محمدؐ

ترجمہ:۔ دین کے معاملہ میں میں سارے جہان سے بھی نہیں ڈرتا۔ اس لئے کہ مجھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان کا رنگ ہے۔

(۸) بسے سہل است از دنیا بریدن
بیادِ حسن و احسانِ محمدؐ

ترجمہ:۔ دُنیا سے قطع تعلق کر لینا بہت آسان ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد کر کے۔

(۹) فدا شد در رہش ہر ذرّۂ من
کہ دیدم حسنِ پنہانِ محمدؐ

ترجمہ:۔ اُس کی راہ میں میرا ہر ذرّہ قربان ہے کیونکہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مخفی حسن دیکھ لیا ہے۔

(۱۰) ترجمہ:۔ میں اور کسی اُستاد کا نام نہیں جانتا میں تو صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مدرسہ کا پڑھا ہوا ہوں۔

(۱۱) بدیگر دلبرے کارے ندارم
کہ ہستم کشتۂ آنِ محمدؐ

ترجمہ:۔ اور کسی محبوب سے مجھے سروکار نہیں کہ میں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ناز و ادا کا مقتول ہوں۔

(۱۲) ترجمہ:۔ میرے زخمی دل کو میرے پہلو میں تلاش نہ کرو کہ اُسے تو میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے باندھ دیا ہے۔

(۱۳) ترجمہ:۔ میں طائرانِ قدس میں سے وہ اعلیٰ پرندہ ہوں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے باغ اقدس میں بسیرا رکھتا ہے۔

(۱۴) ترجمہ:۔ تو نے عشق کی وجہ سے ہماری جان کو روشن کر دیا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تجھ پر میری جان فدا ہو

(۱۵) ترجمہ:۔ اگر میں اس راہ میں سو جان سے قربان ہو جاؤں تو بھی افسوس رہے گا کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے شایان نہیں۔

محویتِ عشق کا اعلیٰ مقام

اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند اشعار پیش ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

(۱) ترجمہ:۔ میرا چہرہ اُس کے چہرہ میں محو اور گم ہو گیا اور میرے مکان اور کوچہ سے اُسی کی خوشبو آرہی ہے۔

(۲) بسکہ من در عشقِ او ہستم نہاں
من ہمانم۔ من ہمانم۔ من ہماں

ترجمہ:۔ از بس کہ میں اُس کے عشق میں غائب ہوں۔ میں وہی ہوں۔ میں وہی ہوں۔ میں وہی ہوں۔

(۳) ترجمہ:۔ میری روح اُس کی روح سے غذا حاصل کرتی ہے۔ اور میرے گریبان سے وہی سورج نکل آیا ہے۔

(۴) ترجمہ:۔ احمد کی جان کے اندر احمد ظاہر ہو گیا۔ اس لئے میرا وہی نام ہو گیا جو اُس لاثانی انسان کا نام ہے۔

گویا اس مذکورہ بالا کلام میں وہی مضمون بیان کیا گیا ہے جو مندرجہ ذیل اشعار میں بیان ہے ؎

من تو شدم تو من شدی
من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نگوید بعد ازیں

من دیگرم تو دیگری ۔

عاشقانہ فدائیت کی امتیازی شان

(۱) ترجمہ:۔ میرے جیسا شخص اپنے اس چاند سے منہ پھیر سکتا ہے؟ دشمن کے اس خیال پر خدا کی لعنت ہو۔

(۲) آں منم کاندر رہِ آں سروری
درمیانِ خاک و خون بینی سرے

ترجمہ:۔ میں تو وہ ہوں کہ اُس سردار کی راہ میں تو میرا سر خاک اور خون میں تھڑا ہوا دیکھے گا۔

(۳) ترجمہ:۔ اگر اُس محبوب کی گلی میں تلوار چلے تو میں وہ پہلا شخص ہوں گا جو اپنی جان قربان کرے گا۔

(۴) عشق تو بہ نقدِ جاں خریدیم
تا دم نہ زند دگر خریدار

ترجمہ:۔ ہم نے نقد جان دے کر تیرا عشق خریدا ہے۔ تاکہ پھر اور کوئی خریدار دم نہ مار سکے۔

(۵) ترجمہ:۔ اگر تیرے کوچہ میں عاشقوں کے سر اُتارے جائیں تو سب سے پہلے جو عشق کا دعویٰ کرے گا۔ وہ میں ہوں گا۔

(۶) ترجمہ:۔ اے اللہ کے نبی میں تیرے بال بال پر فدا ہوں۔ اگر مجھے ایک لاکھ جانیں بھی ملیں تو تیری راہ میں سب کو قربان کر دوں۔

(۷) یا نبی اللہ نثارِ روئے محبوبِ توام
وقفِ راہت کردہ ام ایں سر کہ بر دوش ست بار

ترجمہ:۔ اے اللہ کے نبی میں تیرے پیارے مکھڑے پر نثار ہوں۔ میں نے اس سر کو جو کندھوں پر بار ہے تیری راہ میں وقف کر دیا ہے۔

(۸) ترجمہ:۔ میرے دل سے اُس کے عشق کی آگ بجلی کی طرح نکلتی ہے۔ اے خام طبع رفیقو میرے آس پاس سے ہٹ جاؤ۔

آقائے نامدار کے لئے عاشقانہ غیرت

فرماتے ہیں:۔

"جو لوگ ناحق خدا سے بے خوف ہو کر ہمارے بزرگ نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرے الفاظ سے یاد کرتے اور آنجناب پر ناپاک تہمتیں لگاتے اور بد زبانی سے باز نہیں آتے ہیں۔ اُن سے ہم کیونکر صلح کریں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں لیکن اُن لوگوں سے ہم صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے نبی پر جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں۔ خدا ہمیں اسلام پر موت دے ہم ایسا کام کرنا نہیں چاہتے جس میں ایمان جاتا رہے۔"

(پیغام صلح صفحہ ۳۱)

تاثیراتِ عاشقانہ متابعت آنحضرت صلعم

فرماتے ہیں:۔

ایں چشمۂ رواں کہ بخلقِ خدا دہم
یک قطرۂ ز بحرِ کمالِ محمدؐ است

ترجمہ:۔ یہ چشمۂ جاریہ جس سے میں مخلوقِ خدا کو سیراب کر رہا ہوں یہ میرے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کے سمندر کا صرف ایک قطرہ ہے۔

پھر فرماتے ہیں:۔

اُس نور پر فدا ہوں اُس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

اس عشق کی بدولت آپ مثیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنے۔ مگر آپ نے جا بجا ہر فیضان کا مورد اعلیٰ اپنے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی قرار دیا ہے۔ اس لحاظ سے آپ کی سیرت مندرجہ ذیل اشعار کی آئینہ دار ہے۔

(۱) ترجمہ:۔ ایک دن حمام میں اس مٹی سے خوشبو آئی۔ جو میرے ہاتھ میں میرے محبوب کے ہاتھ سے پہنچی تھی۔

(۲) ترجمہ:۔ میں نے اس مٹی سے پوچھا کہ کیا آپ کستوری ہیں یا عنبر ہیں؟ اس لئے کہ تمہاری دلآویز خوشبو نے تو مجھے مست بنا دیا ہے۔

(۳) بگفتا من گلے ناچیز بودم
ولیکن مدتے با گل نشستم

ترجمہ:۔ اُس نے کہا میں تو ایک ناچیز مٹی تھی۔ لیکن ایک مدت تک ایک پھول کی صحبت میں بیٹھی ہوں۔

(۴) ترجمہ:۔ میری خوشبو میرے ہمنشین کے جمال کی بدولت ہے وگرنہ میں اپنی ذات میں تو عام مٹی کی طرح مٹی ہی ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اپنے مولیٰ کریم کی جناب میں یوں اپنے عجز کا اظہار کرتے ہیں۔

تکیہ بر زورِ تو دارم گرچہ من
ہمچو خاکم بلکہ زاں ہم کمترے

کہ خدایا میرا تو سب دار و مدار آپ ہی کی ذات پر ہے۔ وگرنہ میں تو خاک کی مانند ہوں۔ بلکہ اُس سے بھی گھٹیا ہوں۔

خدا تعالیٰ کے بعد اُس کے بزرگ نبی حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سرشار ہو کر فرماتے ہیں:

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است
خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمدؐ است

ترجمہ:۔ میرے دل و جان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال پر فدا ہیں۔ میری خاک آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کوچہ پہ قربان ہے۔

اپنے محبوب آقا کے حق میں عاشقانہ دُعائیں

فرماتے ہیں:۔

"وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اَنِّیْ عَاشِقُ الْاِسْلَامِ وَفِدَاءُ حَضْرَتِ خَیْرِ الْاَنَامِ وَغُلَامُ اَحْمَدِنِ الْمُصْطَفٰی"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۸۸)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں اسلام کا حقیقی عاشق اور حضرت خیر الانام پر دل و جان سے فدا اور ان کا غلام ہوں۔

"دلیس آفریں۔ اُس نوجوان پر (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ناقل) اے اللہ تو اس بزرگ رسول کو ہماری طرف سے ایسی جزا عطا فرما جو تو نے مخلوق میں سے کسی کو عطا نہ کی ہو اور ہمیں آپ کے گروہ میں شامل کر کے موت عطا فرما اور اسی کی اُمت سے ہمیں اُٹھا۔ اور ہمیں آپ کے چشمہ سے پانی پلا اور اسے ہمارا مشرب بنا دے اور آپ کو اس دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ہمارا شفاعت کنندہ بنا دے۔ اے اللہ تو ہماری اس دُعا کو قبول فرما اور ہمیں اس پناہ گاہ میں جگہ مرحمت فرما۔ اے میرے رب۔ اے میرے رب۔ تو درود و سلام بھیج اور برکات نازل فرما۔ اس ختم رسول پر اور ہر اس شخص پر جو آپ سے محبت کرے۔ آپ کے حکم کی اطاعت کرے۔ اور آپ کی لائی ہوئی ہدایت کا تابع ہو۔"

(ترجمہ عربی عبارت آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۶۶ تا ۳۶۸)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

قسط اوّل

تقریر جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۸۸ء

ہستی باریتعالیٰ کے بارہ میں سائنسدانوں کا بدلتا ہوا رجحان

از مکرم ڈاکٹر حافظ صالح محمد الٰہ دین صاحب پروفیسر شعبہ ہیئت عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد دکن

ہستی باریتعالیٰ کا مضمون انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ مذہب کا مرکزی نقطہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ لہٰذا یہ ایسا موضوع ہے جس کے ذریعہ مختلف مذاہب کے درمیان ایک خوشگوار فضاء قائم ہو سکتی ہے اور وہ اس نیت کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کر سکتے ہیں کہ دہریت کا مقابلہ کریں۔ اور دنیا پر یہ واضح کریں کہ ہم سب کو پیدا کرنے والا ایک خدا ہے جس کو پانا ہماری زندگی کا مقصد ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے:۔

قل یا اھل الکتٰب تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا و بینکم ان لا نعبد الا اللہ ......"

(آل عمران آیت ۶۵)

یعنی تو کہہ کہ اے اہل کتاب کم سے کم ایک ایسی بات کی طرف تو آجاؤ جو ہمارے درمیان اور تمہارے درمیان برابر ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔

جرائم اور بدامنی کی بڑی وجہ یہ ہوتی ہے کہ دل میں خدا کا خوف نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس موضوع کا امنِ عالم سے بھی گہرا تعلق ہے۔

ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان کام دعوت الی اللہ تھا جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے

قل ھٰذہٖ سبیلی ادعوا الی اللہ علیٰ بصیرۃ انا و من اتبعنی و سبحان اللہ وما انا من المشرکین۔

(۱۰۸ : ۱۲)

یعنی تو کہہ کہ میرا یہ طریق ہے۔ میں تو اللہ کی طرف بلاتا ہوں اور جنہوں نے سچی طور پر میری پیروی اختیار کی ہے۔ میں اور وہ سب بصیرت پر قائم ہیں۔ (یعنی ہر بات کو دلیل سے مانتے ہیں ڈھکوسلوں سے ایمان نہیں لاتے) اور اللہ سب قسم کے نقائص سے پاک ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

سیدنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ میں آنے والے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عظیم الشان کام یہ بتایا تھا کہ اُن کے ذریعہ ایمان دُنیا میں دوبارہ قائم ہوگا۔ اگر ایمان ثریا تک بھی چلا جائیگا تو وہ وہاں سے بھی لے آئیں گے۔ لہٰذا اس مضمون کے ساتھ جماعت احمدیہ کو گہری دلچسپی ہے جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے اس شعر سے واضح ہے کہ

میری رات دن بس یہی اک صدا ہے
کہ اس عالمِ کون کا اک خدا ہے

قرآن مجید کائنات عالم کو اللہ تعالیٰ کی ہستی کی دلیل کے طور پر پیش کرتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے:۔

ان فی خلق السمٰوٰت والارض واختلاف اللیل والنھار لاٰیات لاُولی الالباب۔ (۳ : ۱۹۱)

یعنی آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے آگے پیچھے آنے میں عقلمندوں کے لئے یقیناً کئی نشان موجود ہیں۔

ومن اٰیٰتہٖ خلق السمٰوٰت والارض واختلاف السنتکم والوانکم ان فی ذٰلک لاٰیٰت للعٰلمین (۳۰ : ۲۳)

یعنی اور اس کے نشانات میں سے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا اور تمہارے زبانوں اور تمہارے رنگوں کا اختلاف بھی ہے۔ اس میں تمام جاننے والوں کے لئے بڑے نشان ہیں۔

اَفی اللہ شکٌّ فاطر السمٰوٰت والارض (۱۱ : ۱۴)

یعنی کیا تمہیں اللہ کے متعلق کوئی شک ہے جو آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے۔

ان آیات سے واضح ہے کہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش کا [illegible] اللہ تعالیٰ کی طرف سے [illegible]۔ اس ضمن میں سائنس کی [illegible] باتیں اور سائنسدانوں [illegible] آپ کی خدمت میں [illegible] کرتا ہوں۔ وباللہ التوفیق۔

یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ ہمارے مقدس آقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد مسلمانوں نے سائنس کو بہت ترقی دی اور یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایمان رکھتے تھے اور سائنس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرتے تھے۔ مثلاً عبداللہ محمد ابن جابر البتانی صاحب (AL-BATTANI) مشہور عرب مسلمان ہیئت دان گذرے ہیں۔ انہوں نے اپنی عمر کے چالیس سال کا لمبا عرصہ ۸۷۸ء تا ۹۱۸ء اجرام سماوی کے مشاہدے اور مطالعے میں گذارا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ:۔

"THE SCIENCE OF THE STARS..... TENDS TO RCEOGNIGE GODS ONENESS AND HIGHEST DIVIME WISDOM."

(A HISTAY OF ASTANAMY BY A. PANNAKOEK, INLASANCE NEW YARK. 1961)

یعنی تاروں کی سائنس اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی اعلیٰ حکمتوں کو پہچاننے کی طرف لے جاتی ہے۔

اس کے بعد سولہویں صدی عیسوی میں جب سائنسدانوں نے یہ نظریہ پیش کیا تھا کہ زمین کائنات کی مرکز نہیں ہے تو یورپ کے مذہبی لوگوں نے اس کی مخالفت کی تھی اور یہ سمجھا گیا کہ مذہب اور سائنس میں تضاد ہے۔

لیکن اب موجودہ زمانے میں بہت سے سائنسدان سائنس اور مذہب کو ایک دوسرے کے خلاف نہیں سمجھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ہستی کا اقرار کرتے ہیں۔

کچھ عرصہ ہوا ایک کتاب بعنوان EVIDENCE 1958 میں امریکہ سے شائع ہوئی۔ بعد میں 1968 میں ہندوستان میں بھی شائع ہوئی۔

(PACRETS DISTRIBUTINGS CO: 11 OAK LANE, FORT, BOMBAY-1)

اس کتاب کا مکمل عنوان ہے۔

THE EVIDENCE OF GOD IN AN EXPANDING UNIVERSE.

یعنی پھیلتی ہوئی کائنات میں ہستی باریتعالیٰ کی گواہی۔ اس کتاب میں چالیس موجودہ زمانہ کے سائنسدانوں کے مضامین کو جمع کیا گیا ہے جنہوں نے سائنس کے مختلف شعبوں میں کام کیا ہے۔ سب اس حقیقت کا اقرار کرتے ہیں کہ اس کائنات کا ایک خدا ہے۔ اس کتاب کے ایڈیٹر MR. JOHN CLOVER MONSMA ہیں۔ وہ اس کتاب کے پیش لفظ میں یہ لکھتے ہیں کہ اس کتاب کا بنیادی مفروضہ یہ ہے کہ قانونِ قدرت کے مشاہدات اور عقلی دلائل سے سائنس یہ ثابت کر سکتی ہے کہ ایک بالا ہستی موجود ہے۔ اس بالا ہستی کے بارے میں زیادہ تفصیل معلوم کرنا ہو تو الہامِ الٰہی کی ضرورت ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کتاب سے بعض اقتباسات پیش کروں گا۔ ہمارے نہایت ہی پیارے معلم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمیں یہ سکھایا ہے کہ کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المؤمن فحیث ما وجدھا فھو احق بھا یعنی حکمت کی بات مؤمن کی کھوئی ہوئی چیز ہے۔ جہاں سے بھی ملے اس کا حق ہے۔ لہٰذا جہاں سے بھی حکمت کی بات ہمیں ملے ہم اسے لے لیں گے۔

بیسویں صدی کے شہرۂ آفاق سائنسدان MAX PLANCK جنہوں نے ATOM کو سمجھنے میں بنیادی کام کیا تھا اور جن کو ۱۹۲۰ء میں فزکس میں NOBEL PRIZE ملا تھا وہ مذہب اور سائنس کو ایک دوسرے کے معاون قرار دیتے ہیں اور دونوں کا مقصد یہ قرار دیتے ہیں کہ ہم خدا کی طرف جائیں۔ وہ کہتے ہیں :۔

"RELIGIAN AND NATURAL SCIENCE ARE FIGHTING

A JOINT BATTLE IN AN INCESSANT NEVER-RELAXING CRUSADE AGAINST SKEPTICISM, AGAINST DOGMETISM AND AGAINST SUPERS-TITION AND THE RALLYING CRY IN THIS CRUSADE HAS ALWAYS BEEN, AND ALWAYS WILL BE: ON TO GOD."
(EVIDENCE P. 247)

یعنی مذہب اور طبعی سائنس کا متفقہ مسلسل جہاد شکوک۔ بلا ثبوت باتوں اور توہمات کے خلاف ہو رہا ہے اور اس جہاد میں یہی پکار رہی ہے اور ہمیشہ رہے گی کہ خدا کی طرف چلیں۔

DR. GEORGE EARL DAVIS, PHYSICIST, UNIVERSITY OF MINNESOTA U.S.A

لکھتے ہیں:۔

"THAT ATHEISM EXISTS IN SCIENTIFIC CIRCLES IS UNDENIABLE. BUT THE POPULAR BELIF THAT ATHEISM IS MORE PREVALENT AMANG SAENTST THAN AMNP THE UN SCIENTIFIC HAS NEVER BEEN PROVED AND IS, IN FACT, CONTRARY IS THE IMPRESSIONS GAINED AT FIRST HAND BY MANY OF THE SCIENTIST THEMSELVES.
(EVIDENCE P. 70)

یعنی سائنسدانوں میں دہریت پائی جاتی ہے اس سے انکار نہیں ہے۔ لیکن عام طور پر جو یہ خیال کیا جاتا ہے کہ غیر سائنسدانوں کی نسبت سائنسدانوں میں زیادہ دہریت پائی جاتی ہے یہ کبھی ثابت نہیں کیا گیا ہے۔ بلکہ اس بارے میں بہت سے سائنسدانوں کا راست تاثر اس کے برعکس معلوم ہوتا ہے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ اپنی تصنیف لطیف "ہمارا خدا" میں اپنا تاثر یوں بیان فرماتے ہیں:۔

"وہ ہستی باریتعالیٰ کے عقیدہ کے متعلق ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے سائنسدان خدا کے قائل ہیں بلکہ دراصل اگر دیکھا جائے تو بہت تھوڑے آن میں سے ایسے ہیں کہ جو خدا کا انکار کرتے ہیں اور زیادہ ہیں جو انکار نہیں کرتے۔"

خاکسار نے بھی بہت سے سائنسدانوں کو خدا کو ماننے والا پایا۔

کائنات عالم کے متعلق تین نظریئے تصور کئے جا سکتے ہیں:۔

اوّل:۔ یہ کائنات ہمیشہ سے ہے۔

دوسرے:۔ یہ کہ یہ کائنات خود بخود بن گئی۔

تیسرے:۔ یہ کہ اس کائنات کو ایک بالا پُر حکمت ہستی نے بنایا ہے اب بیان کیا جائے گا کہ سائنس پہلے اور دوسرے نظریئے کی تائید نہیں کرتی ہے بلکہ تیسرے نظریئے کی تائید کرتی ہے۔

یہ کائنات ہمیشہ سے نہیں ہے

موجودہ بیسویں صدی میں علم ہیئت نے اتنی ترقی کر لی ہے کہ اس کائنات کی عمر معلوم کر لی گئی ہے۔ بے شک نئے مشاہدات کی روشنی میں اندازہ میں تبدیلی ہو سکتی ہے اور زیادہ صحیح (accurate) اندازہ قائم کیا جا سکتا ہے۔ مشاہدات اور قانون فطرت کے اصول کے ماتحت کائنات کی عمر معلوم کرنا یہ بیسویں صدی کا عظیم الشان کارنامہ ہے اور اذا النجوم انکدرت کی پیشگوئی کا ایک ایمان افروز ظہور ہے۔ اس سے پہلے کی صدیوں میں یہ ممکن نہ تھا بلکہ انیسویں صدی عیسوی تک تو ہیئت دان GALAXY کی حقیقت سے بھی واقف نہیں تھے۔

موجودہ علم ہیئت کی رو سے ہماری کائنات کی عمر کم و بیش ۱۵ ارب سال ہے اور ظاہر ہے کہ جس کی عمر معلوم کی جا سکتی ہے وہ ہمیشہ سے نہیں ہے۔

لہٰذا یہ کائنات ہمیشہ سے نہیں ہے۔ اس نتیجہ کی بنیاد مشاہدات پر ہے۔ ایک اہم مشاہدہ یہ ہے کہ ہماری کائنات بے شمار کہکشاؤں (galaxies) پر مشتمل ہے اور ہر galaxy کے اندر ہمارے سورج جیسے بے شمار تارے ہیں۔ موجودہ صدی میں galaxies سے آنے والے شعاعوں کے spectra کے مطالعہ سے یہ عظیم الشان انکشاف ہوا ہے کہ galaxies ایک دوسرے سے دور ہوتے جا رہے ہیں اور ان کی رفتار کو اُن کے فاصلہ کے ساتھ مناسبت ہے۔ لہٰذا وہ ماضی میں ایک دوسرے کے بہت قریب تھے۔ تخلیق کائنات کے بارے میں اس وقت جو نظریہ مقبول ہے وہ یہ ہے کہ کوئی ۱۵ ارب سال پہلے وہ مادہ جو اس وقت تمام galaxies میں ہے وہ ایک چھوٹی سی جگہ میں بند تھا۔ وہ انتہائی گرم اور کثیف تھا۔ پھر ایک Big Bang یعنی عظیم دھماکہ ہوا اور وہ مادہ پھٹ کر کئی اجزاء میں منقسم ہوا اور وہ اجزاء ایک دوسرے سے دُور ہوتے چلے گئے اور اُن میں سے galaxies اور تارے تیار ہوئے۔ Radio Astronomy کے ذریعہ ایک عالمگیر $3^{\circ}K$ RADIATION کا پتہ چلا ہے جس سے اس نظریہ کی تصدیق ہوئی ہے۔

امریکہ کے UNIVERSITY OF DELAWARE کے سائنسدان MR. HARRY L. SHIPMAN اپنی کتاب BLACK HOLES, QUASARS AND THE UNIVERSE کے آخر میں یہ تحریر کرتے ہیں:۔

"THE BIG BANG THEORY LEAVES ONE UNANSWERED QUESTION: WHO CREATED THE METERIAL THAT EXPLODED AS THE BIG BANG? FOR THIS THE ASTRONOMER HAS NO ANSWER. WE MAY BE ABLE TO LOOK BACK* THE UNIVERSE, BUT OUR VISION STOPS THERE. THIS BOOK END BY LEAVING THE PROBLEM OF CREATION TO THE PHILOSOPHER AND THE THEOLOGIAN.

یعنی "عظیم دھماکہ (Big Bang) کا نظریہ ایک سوال کا جواب نہیں دے سکتا۔ کس نے اس مادہ کو پیدا کیا جو بڑے دھماکہ سے پھٹا۔ اس کا ہیئت دان کے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔ ہماری نظر وہاں تک بھی پہنچ جاتی ہے۔ جب کہ کائنات پیدا ہو کر صرف چند سیکنڈ ہوئے تھے لیکن وہاں ہماری نظر جا کر رُک جاتی ہے۔ یہ کتاب اس پیدائش کے مسئلہ کو فلسفہ دان اور مذہبی علم رکھنے والے لوگوں کے حوالہ کر کے اب ختم ہوتی ہے۔"

(باقی آئندہ)

*TO THE EARLY SECOND OF THE EVOLUTION OF ...

تقریب رخصتانہ

مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۸۹ء کو عزیزہ نصرت جہاں آتم سلمہا اللہ تعالیٰ بنت مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد نائب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ بعد نماز عصر ساڑھے ۴ بجے مسجد مبارک میں اور اجتماعی مکرم مولوی صاحب موصوف کے مکان پر مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے اجتماعی دعا کرائی۔ قبل ازیں عزیزہ کا نکاح مکرم مولوی محمد طاہر احمد صاحب سلمہ اللہ ابن مکرم محمد محمود احمد صاحب آف حیدرآباد سندھ ہو چکا تھا۔ مورخہ ۱۱ دسمبر ۱۹۸۹ء کو مکرم محمد منظور احمد صاحب نے بعد نماز مغرب قریباً تین سو افراد کو اپنے بیٹے کی دعوت ولیمہ پر مدعو کیا۔ قارئین کرام سے اس رشتہ کے جانبین کے لئے ہر جہت سے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(ایڈیٹر)

مسجد فضل لنڈن کی کہانی

اور

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کا معیارِ قربانی

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے آج جماعت احمدیہ سپر پاور کی ایک سماوی گزرتی ہے اور اس وقت ایک ہزار چھ صد سے اوپر دنیا بھر میں احمدیہ مساجد سے اذانوں کی آواز سنائی دیتی ہے۔ لیکن ہندوستان سے باہر سب سے پہلے جو مسجد تعمیر کی گئی ہم ان چند صفحات میں ذکر کریں گے جو ۱۹۲۴ء میں انگلستان کے دارالخلافہ لنڈن میں تعمیر کی گئی۔ اس وقت اس ننھی سی جماعت کو کیسی کیسی مشکلات پیش آئیں ہم ان کا بھی تذکرہ کریں گے اور خدا کے اس گھر کے لئے لوگوں نے قربانیاں دیں اس کا کچھ ذکر آئیگا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے کچھ عرصہ بعد جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے انگلستان جا کر ووکنگ میں وکالت کا کام شروع کیا۔ کچھ عرصہ بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی نے خواہش ظاہر فرمائی کہ تبلیغ اسلام کی خاطر لوگوں کو انگلستان جانا چاہیئے۔ اس تحریک پر چوہدری فتح محمد صاحب سیال اور مولوی محمد دین صاحب نے اپنا نام پیش کیا۔ لیکن جماعت کی مالی حالت اس وقت اس قدر کمزور تھی کہ ان کے کرایہ تک کے لئے اتنی رقم بھی انجمن کے پاس نہ تھی کہ یہ لوگ انگلستان جا سکتے۔ یہ دقت دیکھ کر چوہدری فتح محمد صاحب نے حضرت میاں محمود احمد صاحب (جو بعد میں خلیفہ ثانی ہوئے) سے اس کا ذکر کیا تو اس پر آپ نے انجمن انصار اللہ کے فنڈ سے تین صد روپیہ دینے کا وعدہ فرمایا اور میر ناصر نواب صاحب نے ۱۰۵/ روپیہ اپنے پاس سے پیش کئے۔ اور جب حضرت اقدس کو اس کا علم ہوا تو آپ نے انجمن کو ہدایت فرمائی کہ ۱۰۵/ اس مد میں سے ادا کریں اور یوں کرایہ کا انتظام ہوا اور چوہدری صاحب لنڈن تشریف لے گئے اور خواجہ صاحب کے پاس ووکنگ پہنچے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد ہی حضور کی وفات ہو گئی اور حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی منتخب ہوئے اور خواجہ صاحب نے تو بیعت خلافت نہ کی لیکن چوہدری صاحب نے فوراً بیعت کرلی اور نتیجۃً ووکنگ چھوڑ کر لنڈن آگئے اور یہاں تبلیغ اسلام کا کام شروع کیا۔ پہلا انگریز جو مسلمان ہوا اس کا نام مسٹر کوریو تھا اور جس کا اسلامی نام بشیر کوریو رکھا گیا۔ یوں وقت گذرتا رہا مبلغین انگلستان جاتے رہے لیکن مسجد تعمیر نہ ہو سکی۔ ۱۹۲۰ء میں حضرت اقدس کو خیال آیا کہ پونڈ کی قیمت گر جانے کی وجہ سے کچھ رقم انگلستان بھجوا دی جائے۔ ۶ جنوری کو جب حضور نماز مغرب پڑھا کر واپس تشریف لے جا رہے تھے تو آپ کے دل میں اس تحریک کا خیال پیدا ہوا اور ۳۰ ہزار روپے کی تحریک لکھی اور مغرب کے بعد لوگوں کو جمع کرنے کا ارشاد فرمایا اور آپ نے تحریک فرمائی تو قادیان کے غریب لوگوں نے ہی اسی وقت ۶ ہزار روپیہ جمع کر دیا اور گیارہ جنوری تک اس کی مقدار بارہ ہزار ہو گئی۔ لوگوں میں اس کے لئے بے حد جوش و خروش تھا۔ مدرسہ احمدیہ کے غریب طلباء اور عوام و خواص نے بڑھ چڑھ کر چندے لکھوائے اور یہ تحریک ایک لاکھ روپے کر دی گئی اور قریباً ساری کی ساری وصول بھی ہو گئی۔ اس کے بعد ۱۹۲۳ء میں مسجد برلن کے لئے صرف مستورات نے بہتر ہزار (۷۲۰۰۰/-) روپے کی رقم جمع کی تھی وہ بھی اس میں شامل کر دی گئی اور یہ ملا کر کل رقم ایک لاکھ سترسٹھ ہزار (۱۶۷۰۰۰/-) ہو گئی۔ اس پر چوہدری فتح محمد صاحب کو ہدایت کی گئی کہ وہ مسجد کے لئے جگہ خریدیں۔ انہوں نے بڑی محنت اور تلاش کے بعد پٹنی کے علاقہ میں ایک ایکڑ کے احاطہ میں ایک قطعہ زمین اور مکان اگست ۱۹۲۰ء میں دو ہزار دو سو تیئیس (۲۲۲۳/-) پونڈز یعنی تیس ہزار روپے میں ایک یہودی سے خرید لیا اور یہ وہی جگہ ہے جہاں آج ہماری مسجد فضل لنڈن تعمیر شدہ ہے۔

۱۹۲۴ء میں ویمبلے نمائش منعقد ہوئی تو منتظمین نے ایک مذاہب کانفرنس کا بھی اعلان کیا۔ اور مولانا عبدالرحیم صاحب نیر امام مسجد لنڈن کو بھی شمولیت کی دعوت بھجوائی۔ تو انہوں نے بذریعہ تار قادیان درخواست بھجوائی کہ حضور خود اس کانفرنس میں تشریف لا کر شامل ہوں یا اپنا نمائندہ بھجوا دیں۔ اس پر حضور نے مشاورت طلب فرمائی تو حضرت میاں بشیر احمد صاحب اور مولوی عبدالرحیم صاحب درد نے تجویز پیش کی کہ حضور خود تشریف لے جائیں تاکہ لنڈن میں تبلیغ اسلام کو مضبوط کیا جائے۔ حضور نے اس تجویز کو منظور فرمایا اور مندرجہ ذیل احباب ساتھ جانے کے لئے نامزد ہوئے۔

چوہدری فتح محمد صاحب سیال۔ خان ذوالفقار علی خانصاحب۔ حافظ روشن علی صاحب۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب مصری۔ مولوی عبدالرحیم صاحب درد۔ ڈاکٹر حشمت اللہ خانصاحب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی۔ بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی۔ مولوی علی محمد صاحب اور میاں رحیم دین صاحب باورچی ان کے علاوہ حضرت میاں شریف احمد صاحب۔ چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب اور چوہدری شریف احمد صاحب اپنے طور پر شامل ہوئے۔

ان احباب کے لئے خاص لباس تجویز ہوا یعنی سبز عمامے۔ سیاہ شیروانی اور پاجامے۔ یہ مقدس قافلہ ۲۲ اگست ۱۹۲۴ء کو انگلستان وارد ہوا۔ اخبارات نے سفید عمامہ والے نائب مسیح اور اُن کے بارہ حواریوں کی تصویریں خوب شائع کیں اور جماعت کا بہت چرچا ہوا۔ انہیں دنوں کو حکومت کابل نے حضرت مولوی نعمت اللہ خان صاحب کو سنگسار کیا تھا اس واقعہ کی وجہ سے اور مذہبی کانفرنس کے مضمونوں اور پرائیویٹ ملاقاتوں اور پبلک لیکچروں کی وجہ سے جماعت احمدیہ کو لنڈن میں بہت شہرت حاصل ہوئی اور ان سب کاموں کے بعد جب مسجد کے سنگِ بنیاد رکھنے کا موقع آیا یہ کام بھی محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت شاندار اور پُر اثر طریق سے سرانجام پایا اور مسجد کے سنگ بنیاد کے بعد حضور نومبر میں مع قافلہ واپس تشریف لے آئے۔ مولانا نیر صاحب بھی ہمرکاب تھے اور ان کی جگہ مولانا عبدالرحیم صاحب درد امام مسجد لنڈن مقرر کئے گئے۔

۱۹ اکتوبر ۱۹۲۴ء بروز اتوار دُنیا کی تاریخ میں عام طور پر اور احمدیت کی تاریخ میں خصوصیت سے یادگار دن تھا کہ جب حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب المصلح الموعود فضلِ عمر خلیفۃ المسیح الثانی نے مسجد فضل لنڈن کا سنگِ بنیاد رکھا۔ موسمی پیشگوئی تو یہ تھی کہ اس دن دھوپ نکلے گی اور موسم خوشگوار ہو گا۔ لیکن منشاءِ الٰہی کے مطابق صبح سے ہی بارش شروع ہو گئی اور خیال ہوا کہ موسم کی خرابی کی وجہ سے بہت کم لوگ آئیں گے اور حضور سے جب اس کا ذکر ہوا تو فرمایا کہ بہت اچھا ہے ایسی حالت میں لوگ آئیں گے اخلاص سے ہی آئیں گے اور انشاء اللہ تقریب کامیاب ہو گی۔ علاوہ ازیں چونکہ تاریخ مقرر کرنے میں دیر ہوئی تھی اور قریباً چار دن پیشتر لوگوں کو دعوت نامے بھجوائے گئے۔ اس کے علاوہ سب سے بڑی بات یہ تھی کہ لنڈن میں پارلیمنٹ کے انتخابات کے ایام تھے۔ اور ہر شخص اس میں مصروف تھا یہ سب امور ملا کر یہی خیال ہوتا تھا کہ صرف چند آدمیوں کے ساتھ یہ تقریب خاموشی سے ادا ہو گی۔ لیکن خواہش ضرور تھی کہ غیر مذاہب کے لوگ آئیں اور ان کو اسی طریق سے پیغام حق پہنچ جائے۔ مخالف حالات کے باوجود نتیجہ بالکل خلاف توقع نکلا اور دو بجے سے ہی مہمانوں کی آمد شروع ہو گئی جن میں مختلف حکومتوں کے نمائندے اور سفیر شامل تھے۔ لنڈن کے بعض اکابر بھی تشریف لائے۔ لنڈن سے اور باہر سے نومسلمین شامل ہوئے۔ احمدیہ شامیانوں کے نیچے جرمن بھی تھے اٹالین بھی۔ یوگوسلاو بھی۔ ہنگرین۔ مصری۔ افریقن اور ہندی سب سنگِ بنیاد رکھنے کی تقریب میں شامل ہونے کے لئے تشریف لائے تھے۔ بعض معروف لوگوں کے نام یہ ہیں :-

سر الیگزنڈر ڈوریک وسابق فنانشل کمشنر پنجاب جو حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں قادیان تشریف لائے تھے۔ منسٹر آف وار ڈزورتھ۔ لیڈی پارک

مسٹر فرینسس پیم (FRANCIS PIM) آف انڈیا آفیس۔ ڈاکٹر اور پروفیسر لی اون (LEON) سابق عبداللہ کوئلم۔ ہز ایکسیلینسی بیرن ہائیشی BARON HAYASHI مع دختر سفیر جاپان۔ سفیر جرمنی۔ ایتھوپیا اور آسٹریا کے منسٹرز یوگوسلاویہ کے نمائندے۔ اس کے علاوہ ترکی۔ فن لینڈ۔ البانیہ کے سفراء نے بوجہ شدت مصروفیت معذرت کا اظہار کیا تھا۔ ان کے علاوہ انگلستان کی تینوں پارٹیوں کے لیڈروں نے اظہار ہمدردی کیا اور بوجہ انتخاب عدم حاضری کا افسوس سے عذر کیا۔ وزیر اعظم کا بھی دعوت کے شکریہ کا خط موصول ہؤا۔ مخالف حالات کے باوجود مجمع دو سو سے اوپر ہو گیا۔

حضور تقریب کے لئے تین بجے تشریف لائے اور سب مردوں سے مصافحہ فرمایا۔ پروگرام شروع ہوا تو مولوی عبدالرحیم صاحب درد نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا اور ۳۰۵ پر احباب کو سنگِ بنیاد کی جگہ پر چلنے کے لئے کہا گیا۔ حضور وہاں پہنچے اور محراب میں کھڑے ہوئے اور حضرت حافظ روشن علی صاحب کو تلاوت کے لئے بلایا جنہوں نے اپنی پُر کشش آواز سے وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ اور سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى تلاوت فرمائی جس کا لوگوں پر عجیب اثر ہؤا۔ اس کے بعد حضور نے اپنا ایڈریس انگریزی میں خود پڑھا جس میں حضور نے اسلامی مساجد کی اہمیت بیان فرمائی اور بتایا کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں اختلاف ختم ہو جاتے ہیں اور اتحاد پھلتا اور پھولتا ہے۔ یہ گھر اس ہستی کی عبادت کے لئے تعمیر کیا جا رہا ہے جس نے ساری دُنیا کو پیدا کیا ہے جس میں ہر ملک کے لوگ شامل ہیں۔ خواہ وہ کوئی زبان بولتے ہوں اور کسی بھی رنگ یا نسل کے ہوں۔ اختلاف کا ہونا کوئی بُری بات نہیں بلکہ جو چیز بُری ہے وہ عدم برداشت ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ اختلافِ عقیدہ اور اختلافِ اصول رکھتے ہوئے بھی ایک دوسرے کے ساتھ آپس میں محبت کے ساتھ رہیں اور ہر شخص کا حق ہے کہ جسے وہ صحیح سمجھتا ہے وہ دوسرے کو اس امر کی طرف بلائے کیونکہ بغیر تبلیغ کے علوم میں ترقی نہیں ہو سکتی۔ یہ خدا کا گھر اس لئے بنایا گیا ہے کہ اس میں کسی کا حق نہیں کہ آپس کے اختلاف کی وجہ سے کسی کو نکالے یا تکلیف دے۔ اور خود قرآن مجید نے اس سے منع کیا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَن يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا.... (۲: ۱۱۴)

اور آج میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ یہ مسجد صرف خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے بنائی گئی ہے تاکہ محبت الٰہی قائم ہو اور لوگ حقیقی امن کے حصول کی طرف متوجہ ہوں۔ یہ خطاب لوگوں نے بہت پسند کیا اور اس کا اُن پر بہت اثر ہؤا۔

ہماری مسجد کا طول ۳۴½ فٹ اور عرض ۲۶½ فٹ ہے اور گنبد کی بلندی قریباً ۵۰ فٹ ہے۔ اس پر قریباً چار ہزار پونڈ یعنی ساٹھ ہزار روپیہ لاگت آئی اور کام قریباً دس ماہ میں ۱۹۲۶ء کے موسم گرما کے آخر پر ختم ہؤا۔

جب مسجد تیار ہو گئی تو حضور کو اس کے شاندار تقریب افتتاح کا خیال پیدا ہؤا۔ اس لئے قرار پایا کہ کسی مشہور آدمی سے اس کے افتتاح کی درخواست کی جائے۔ اس سلسلہ میں شاہ حجاز سے درخواست کی گئی کہ چونکہ وہ مقاماتِ مقدسہ کے ظاہری محافظ بھی ہیں اس لئے اپنے صاحبزادہ شہزادہ فیصل کو مسجد کے افتتاح کے لئے بھجوائیں تو موقع کے مناسب و موزوں ہوگا اور شاہ نے یہ دعوت قبول کر لی اور اطلاع دی کہ شہزادہ فیصل ستمبر میں جدہ سے روانہ ہوگا۔ امام صاحب نے شہزادہ کا بندرگاہ پر جا کر پرتپاک خیر مقدم کیا اور اس کے بعد لنڈن تک ساتھ آئے۔ اور انتظام کیا تھا کہ لنڈن میں اُن کا شاندار استقبال ہو۔ اس لئے لنڈن کے پیڈنگٹن سٹیشن پر سینکڑوں مسلمانوں نے پُرجوش خیر مقدم کیا ہار پہنائے اور پھولوں کی بارش کی۔ مسجد کے افتتاح کی تاریخ مقرر ہو گئی۔ اگلی تفاصیل طویل ہیں اس لئے اُنہیں ترک کرتے ہوئے مختصراً اتنا عرض کرنا بھی مناسب ہوگا کہ عین افتتاح والے دن شہزادہ فیصل کی طرف سے معذرت کی اطلاع آ گئی کہ وہ افتتاح نہیں کرسکیں گے۔ اس واقعہ سے چند روز قبل خان بہادر شیخ عبدالقادر صاحب سابق وزیر پنجاب اور ممبر انڈین ڈیلیگیشن لیگ آف نیشنز لنڈن تشریف لائے تھے اور انہوں نے بھی شہزادہ فیصل کو افتتاح کے لئے تیار کرنے میں بہت کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہوئی اس لئے اس افتتاح کا سہرا خان بہادر شیخ عبدالقادر صاحب کے سر بندھا اور افتتاح کی رسم نہایت شان و شوکت سے منائی گئی۔ مسجد کے اندر اور باہر لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ سڑکوں کی ٹریفک رک گئی تھی۔ مسجد کے احاطہ کے اندر کھڑے ہونے کی جگہ نہ تھی اور امام صاحب نے تلاوتِ قرآن کی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیغام سُنایا گیا جو ایک ہزار الفاظ کے قریب تھا اور بذریعہ تار موصول ہؤا تھا اس کے بعد امام صاحب نے مسجد کی چاندی کی چابی خان بہادر صاحب کو مسجد کھولنے کے لئے دی اور خان بہادر صاحب نے مسجد کا دروازہ کھول کر افتتاح فرمایا۔ اس کے بعد دوبارہ شامیانوں میں آئے اور امام صاحب نے خطبہ استقبالیہ پڑھا اور خان بہادر صاحب نے اپنا ایڈریس انگریزی میں پڑھا جو عین موقعہ کے مطابق تھا۔

خان بہادر صاحب کی تقریر کے بعد مہاراجہ صاحب نے تقریر فرمائی اُن کے بعد سر عباس علی بیگ صاحب نے تقریر فرمائی۔ اس کے بعد مسجد سے اذان کی صدا بلند ہوئی اور قریباً ۱۰۰ احباب نے نماز عصر ادا کی جن میں خان بہادر شیخ عبدالقادر صاحب اور سر عباس علی بیگ صاحب بھی شریک ہوئے۔

افتتاح کی تقریب میں شریک ہونے والوں میں غیر ملکی سفراء۔ ممبران پارلیمنٹ اور ممبران ہاؤس آف لارڈز نیز بعض معززین جن میں سابق گورنر پنجاب نیوی اور آرمی کے اعلیٰ افسران۔ لنڈن کے بعض علاقوں کے میئر شامل ہوئے۔ اس مبارک تقریب پر چار انگریزوں نے اسلام قبول کیا اور یہ تقریب بخیر و خوبی ختم ہوئی۔

اس کی تعمیر اور افتتاح کے چالیس برس بعد ایک ایسا واقعہ ظہور پذیر ہوا جو دلچسپ بھی ہے اور ایمان افروز بھی۔ اس کی تفصیل یوں ہے۔ کہ سن ۱۹۶۷ء میں اس وقت کے امام مسجد لنڈن جناب بشیر احمد صاحب رفیق نے مرکز میں تجویز بھجوائی کہ مسجد کے ساتھ دو مکان جو کافی پرانے ہو چکے تھے گرا کر خوبصورت اور کشادہ مشن ہاؤس تعمیر کیا جائے جس کی مرکز نے منظوری دے دی۔ امام صاحب نے متعدد مالی کمپنیوں سے رابطہ قائم کرکے ایک تعمیری ادارہ سے شرائط طے کیں اور رقم کے بارہ میں یہ طے ہوا کہ آئندہ ۲۵ سال میں یہ رقم واپس کی جائے گی۔ نقشہ جات تیار ہو کر جب منظوری ہو گئی اور معاہدہ پر دستخط کا وقت آیا تو تعمیراتی کمپنی نے اچانک بغیر کسی وجہ بیان کئے رقم مہیا کرنے سے انکار کر دیا جس سے امام صاحب کو سخت پریشانی لاحق ہوئی کہ مرکز کا اور مسجد کمیٹی کا بلا وجہ ایک سال ضائع ہؤا۔ اگلے دن حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب لنڈن تشریف لائے اور مکرم امام صاحب کے ہاں مہمان ہوئے تو ان سے بھی اس پریشانی کا ذکر ہؤا۔ چوہدری صاحب نے سُنا اور خاموش رہے۔ اور بات ختم ہو گئی۔ اگلے ہفتہ جب چوہدری صاحب دوبارہ لنڈن آئے تو فرمایا کہ اگر انہی شرائط پر ہی تعمیر مشن ہاؤس کے لئے رقم فراہم کردوں جن شرائط پر تعمیراتی کمپنی فراہم کر رہی تھی تو کیا مرکز کو منظور ہوگا تو امام صاحب نے کہا کہ مرکز کو اور کیا چاہیئے۔ اس پر مرکز کو لکھا گیا تو حضور نے بذریعہ تار منظوری عطا فرمائی کہ اگر چوہدری صاحب رقم کا انتظام کر دیں تو مرکز یہ رقم ۲۵ سال میں واپس کر دے گا۔ اس وقت تعمیر کا ایک لاکھ پونڈ لگایا گیا اور کام شروع ہو گیا۔ جب تعمیر مکمل ہو گئی تو مشن ہاؤس میں پردے۔ فرنیچر اور تزئین و آرائش کا مرحلہ پیش آیا۔ امام صاحب نے چوہدری صاحب سے اس سلسلہ میں [illegible] کی درخواست کی تو چوہدری صاحب نے یہ خرچ بھی مہیا فرمایا۔ جب حضرت چوہدری صاحب کی خدمت میں معاہدہ کا ڈرافٹ پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ اس کا مطالعہ کریں گے اور اگلے ہفتہ دستخط کی باقاعدہ کارروائی ہو گی۔ اگلے ہفتہ جب چوہدری صاحب ہالینڈ سے لنڈن تشریف لائے تو فرمایا کہ انہوں نے معاہدہ کا مطالعہ کر لیا ہے۔ اور اب وہ دستخط کرنے کو تیار ہیں۔ اگلے دن مجلس عاملہ کا اجلاس بلایا گیا۔ لیکن اگلے دن صبح سویرے ہی حضرت چوہدری صاحب نے فرمایا کہ [illegible] رات بھر اس بات پر غور کیا اور بے چینی بھی رہا اور اپنے آپ کو مخاطب کر کے [illegible] کہ ظفر اللہ خان یہ جو کچھ [illegible] کا فضل اور احسان [illegible] تو کچھ نہ لائے جب [illegible] دولت دیتے وقت کوئی شرائط [illegible]

(باقی ملاحظہ فرمائیں صفحہ [illegible] پر)

پاکستان میں جماعت احمدیہ کے افراد پر مظالم کا سلسلہ فوراً بند ہونا چاہیئے

جماعت احمدیہ کے صد سالہ جشن تشکر کے موقعہ پر مختلف حکومتوں کے نمائندوں کا حکومت پاکستان کو انتباہ

جماعت احمدیہ کی سہ روزہ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے برطانوی ممبر پارلیمنٹ ٹام کاکس نے کہا کہ پاکستان میں بسنے والے احمدیوں پر جو ایک عرصہ سے مظالم کئے جا رہے ہیں اور طرح طرح سے ان پر عرصہ حیات تنگ کیا جا رہا ہے اور انہیں اپنے عقائد کے پرچار تک کی اجازت نہیں ان انسانی حقوق کی پامالی کے واقعات سے ہم بخوبی واقف ہیں اور ان کے تدارک کی مہم میں جماعت احمدیہ کے شانہ بشانہ شریک ہیں۔ مسٹر گیری والر (GARY WALLER) ممبر پارلیمنٹ نے کہا کہ پاکستان حکومت کو جان لینا چاہیئے کہ ظلم و ستم سے افراد کو تو ختم کیا جا سکتا ہے مگر ایمان کو نیست و نابود نہیں کیا جا سکتا۔

مسٹر PIERCE CHARTIER رکن وفد کینیڈا نے وزیر اعظم پاکستان بے نظیر بھٹو کے اس بیان کو جس میں انہوں نے ۱۹۷۴ء کے دستور میں جماعت احمدیہ کو غیر مسلم قرار دینے کو اپنے والد کا بہت بڑا کارنامہ قرار دیا ہے کی سخت مذمت کی۔ انہوں نے موجودہ حکومت پاکستان پر کڑی تنقید کرتے ہوئے بتایا کہ حکومت پاکستان نے احمدیہ جماعت پر مظالم کے سلسلہ میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا ہے اور اپریل میں ننکانہ اور جولائی میں چک سکندر میں احمدیوں کے مکانوں کو جلانے کے انسانیت سوز واقعات رونما ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسی حکومت کے دوران یہ پابندی لگائی گئی کہ احمدی نئے کپڑے نہ پہنیں، بچوں میں مٹھائی تقسیم نہ کریں۔ انہوں نے اپنے اس پختہ عزم کا اظہار کیا کہ وہ احمدی مظلومین کی مدد کرتے رہیں گے۔

جناب سارگیو مارکی (SARGIO MARCHEE) ممبر پارلیمنٹ کینیڈا نے اپنے خطاب میں ان مظلومین کو جن کے گھروں کو جلایا گیا اور جن پر جیلوں میں تشدد کیا گیا ہے، دو طالب علموں کو احمدیت کی وجہ سے سکولوں سے نکالا گیا مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم آپ کو بھولے نہیں، ہم آپ کی تعظیم کرتے ہیں اور آپ کے دکھوں میں برابر کے شریک ہیں۔ پھر

انہوں نے دنیا کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ وقت آ گیا ہے کہ ہم خواب غفلت سے جاگیں اور متحد ہو کر ان انسانیت سوز مظالم کے خلاف آواز بلند کریں۔ انہوں نے براہ راست حکومت کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اگر پاکستان خود کو مہذب ممالک میں شمار کرنا چاہتا ہے تو اسے ملک میں آزادی مذہب کے اصول کو قائم کرنا ہوگا۔ انہوں نے وزیر اعظم پاکستان بے نظیر بھٹو کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اگر تم مستقبل کے لیڈروں میں شامل ہونا چاہتی ہو تو لازماً تمہیں ملک میں انسانیت کو رائج کرنا ہوگا۔

کینیڈین وفد کے تیسرے رکن مسٹر JIM KARYEGIANNIS ایم پی کینیڈا نے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ جلد ہی دولت مشترکہ جس کا کینیڈا بھی ایک رکن ہے کا اجلاس ہونے والا ہے انہوں نے دولت مشترکہ کے تمام ممالک سے اپیل کی کہ اس ظلم کے تدارک کے لئے فوری بندوبست کریں۔ انہوں نے کہا کہ حکومت پاکستان کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ جو ظلم وہ اپنے شہریوں پر روا رکھے ہوئے ہے اسے کسی صورت میں بھی برداشت نہیں کیا جا سکتا۔

پیرو فیسر عامبو (MAMBO) وزیر اطلاعات و نشریات سیرالیون نے اس موقع پر امام جماعت احمدیہ کی خدمت میں حکومت سیرالیون کی طرف سے جاری کردہ یادگاری ٹکٹیں جو حکومت سیرالیون نے جماعت احمدیہ کے صد سالہ جشن تشکر کے موقعہ پر جاری کی تھیں پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ باوجود پاکستان میں مظالم کے جماعت احمدیہ کا قدم ترقی کی طرف رواں ہے۔

جناب MORRIS WILSON جو نیوزی لینڈ کے ماوری قبیلہ کے راہنما ہیں اپنی زبان میں ایک گیت پیش کیا اور کہا کہ جماعت احمدیہ کے افراد پر پاکستان میں مظالم کا تذکرہ سن کر ہمارے دل بہت غمگین ہیں اور یہ گیت انہی جذبات کا اظہار کرتا ہے۔

جناب پرسو رامن وزیر تعلیم ماریشس نے حکومت ماریشس کی طرف سے نیک جذبات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ آج دنیا میں جماعت احمدیہ ایک عظیم اسلامی تحریک بن کر ابھری ہے انہوں نے کہا کہ ہم پاکستان میں جماعت احمدیہ پر ہونے والے مظالم کی مذمت کرتے ہیں اور انسانی حقوق کی بحالی کے لئے آواز بلند کرتے ہیں۔ انہوں نے ماریشس کی حکومت کی طرف سے ایک تحفہ امام جماعت احمدیہ کی خدمت میں پیش کیا۔

الحاج کروما (KAROMA) ڈائریکٹر براڈکاسٹنگ لائبیریا نے اپنے مختصر خطاب میں پاکستان کے حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ مذہب ہر شخص کا ذاتی معاملہ ہے اس کو زیر بحث نہیں لایا جا سکتا اور نہ ہی کسی کے سر ہی کو تھوپا جا سکتا ہے۔

جناب عمر جانو (TALLON JANNEH) وزیر زراعت و قدرتی وسائل گیمبیا نے بتایا کہ مذہب کی تاریخ اس ذکر سے بھری پڑی ہے کہ خدا کی راہ میں بندوں کو مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس لئے آپ کے امام جماعت کا پاکستان سے ہجرت کر کے انگلستان آ جانا اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی ہے انہوں نے کہا کہ حکومت گیمبیا پاکستان میں ہونے والے مظالم کی سخت مذمت کرتی ہے انہوں نے اس بات پر تعجب کا اظہار کیا کہ پاکستان میں عیسائیوں یہودیوں اور بدھوں کو تو برداشت کیا جاتا ہے مگر ایک مسلمان فرقہ کو برداشت نہیں کیا جاتا۔

جناب EMANNUEL TANOH وزیر مملکت گھانا نے اس بات پر انتہائی تعجب کا اظہار کیا کہ احمدیت جہاں پیدا ہوئی اور پروان چڑھی وہیں اس پر مظالم کا سلسلہ جاری ہے ـــــ اجلاس سے ۹ ممالک کے ۱۸ نمائندوں نے خطاب کیا۔

آپ کے خطوط

★ ـــ محترم مولانا محمد عمر صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن مدراس تحریر فرماتے ہیں:-

خدا کے فضل و کرم سے آج کل بدر بہت ہی مفید ہوتا جا رہا ہے۔ آپ کے ایڈیٹوریل کے بارے میں احباب نے جن خیالات کا اظہار فرمایا ہے میں اس سے صد فی صد متفق ہوں۔ آپ کے مضامین میں ایک جدت ہے۔ ایک روحانی زندگی پائی جاتی ہے۔ اسی طرح آپ کا طرز استدلال بہت ہی مفید ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو لمبی عمر عطا فرمائے اور زیادہ سے زیادہ کامیاب قلمی جہاد جاری رکھنے کی توفیق عطا فرماتا جائے آمین۔

★ ـــ مکرم عبد الرحیم صاحب بالمیر (پاری پورہ) کشمیر سے تحریر فرماتے ہیں:-

اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو آمین۔ اگرچہ یہ خط صرف اس لئے لکھ رہا ہوں کہ مکرم غلام نبی صاحب ناقد کے دو بچیوں کے نکاح حال ہی میں پڑھے گئے ہیں۔ اور ان کا اعلان بدر میں بغرض دعا چھپنا مقصود ہے۔ مگر پھر بھی اس بات کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہوں کہ آپ کے ایڈیٹوریل نے بدر کی قدر و منزلت اور محبت لوگوں کے دلوں میں کافی حد تک بڑھا دی ہے۔ اور خصوصاً تیروں کی گرانی کی طرف متوجہ ہونے پر مجبور کرتا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ زور قلم عطا کرے۔ آمین۔

★ ـــ مکرم ڈاکٹر ہر بیندر سنگھ صاحب پوسٹ ماسٹر پرشادی پور (شاہ جہانپور) سے تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"بدر دن بدن بہت دلچسپ اور احمدیت کے متعلق اہم معلوماتی پرچہ ثابت ہو رہا ہے۔ میں تصدیق کرتا ہوں کہ بدر دینی و دنیوی اعتبار سے ہم پر احسان کر رہا ہے اور احمدیت کے مخالفین کا رویہ قریش مکہ کے اس رویہ سے مطابقت رکھتا ہے جو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ انہوں نے روا رکھا تھا۔

آج تمام دنیا میں اصل اسلام کی روشنی جماعت احمدیہ ہی پھیلا رہی ہے۔ پاکستان میں جماعت احمدیہ کے خلاف پابندی لگا کر حکومت اور علماء اسلام پر

شماریہ کی شرمناک راہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔

میں "بدر" کے ذریعہ سے اعلان کرتا ہوں کہ میں سکھ ہوتے ہوئے احمدی ہوں جو باعثِ فخر راہِ نجات ہے۔ میرا یہ پیغام جلسہ سالانہ پر احباب تک پہنچا دیا جائے۔

احباب کرام! آپ نے "بدر" کی تخلیقات کو پسند فرمایا آپ کا شکریہ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ "بدر" میں آپ کو کوئی خوبی دکھائی دیتی ہے تو وہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور حضور پُرنور کی دعا کا نتیجہ ہے۔ ورنہ ناچیز تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس شعر کا سب سے زیادہ خود کو مصداق سمجھتا اور اُسے باعثِ فخر یقین کرتا ہے کہ ؎

کرمِ خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(ایڈیٹر)

تقریب نکاح و رخصتانہ

مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۹ء کو عزیزہ طیبہ صدیقہ بنت محترم سیٹھ محمد بشیر الدین صاحب حیدر آباد کے نکاح کا اعلان مکرم ڈاکٹر عبد الرزاق صاحب ایم بی بی ایس ابن محترم سیٹھ محمد عبد اللطیف صاحب مرحوم یادگیر کے ہمراہ بارہ ہزار ایک سو ایک روپیہ حق مہر کے عوض محترم مولوی حمید الدین صاحب شمس مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ حیدر آباد نے کیا۔ یہ تقریب "نفیس منزل" میں انجام پائی۔ حیدر آباد کے افرادِ جماعت کے علاوہ سینکڑوں غیر از جماعت تجار اور معززین نے شرکت فرمائی۔ عزیزہ طیبہ صدیقہ محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدر آباد کی پوتی ہیں۔ اور ڈاکٹر عبد الرزاق صاحب محترم سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب صدر جماعت احمدیہ چنتہ کنٹہ کے نواسے ہیں۔ نکاح کے بعد رخصتانہ کی تقریب عمل میں آئی۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے باعثِ برکت و رحمت کرے۔ آمین

بچی کی والدہ محترمہ اعظم النساء صاحبہ صدر مجلس لجنہ اماء اللہ آندھرا پردیش نے اس مبارک موقعہ پر ۶۰/- روپے اعانت بدر میں ادا کرتے ہوئے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے درخواست دعا کی ہے۔

حیدر آباد دکن کا یہ بہت پرانا احمدی مخلص خاندان ہے جو نظام خلافت اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے والہانہ عقیدت رکھنے والا مخلص اور مخیر خاندان ہے۔ اور ہمیشہ سلسلہ کی مالی خدمات میں پیش پیش رہا ہے۔ عزیزم محترم ڈاکٹر عبد الرزاق سلمہٗ کے دادا جان محترم سیٹھ محمد عبد الحی صاحب مرحوم اور پردادا حضرت شیخ حسن صاحب رضی اللہ عنہ یادگیر کے تھے جن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیٹھ کے لفظ سے ملقب فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی اور ان کے پورے خاندان کو فی الواقع سیٹھ بنا دیا تھا۔ اسی طرح محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب اور محترم سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب کے والد محترم سیٹھ محمد حسین صاحب مرحوم سابق امیر جماعت احمدیہ چنتہ کنٹہ بھی سلسلہ عالیہ احمدیہ سے والہانہ عقیدت رکھنے والے مالی قربانیوں میں ایک عجیب رنگ رکھتے تھے ؎

ہر گلِ را رنگ و بوئے دیگر است

بہر حال یہ دونوں خاندان جو درحقیقت ایک ہی خاندان ہے اور شروع سے ہی سلسلہ کی بے لوث اور والہانہ خدمت کرنے والا خاندان ہے۔ اس کا حق ہے اس مبارک موقعہ اور اس مبارک سال میں کہ ہم ان سب کی اور ان کی اولادوں اور نسلوں کی روحانی جسمانی ترقیات کے لئے دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر پہلے سے بہت بڑھ کر اپنے فضلوں اور رحمتوں کی بارشیں نازل فرمائے اور اس رشتہ کو مثمر بثمرات حسنہ بنائے آمین۔

(ایڈیٹر)

بقیہ صفحہ ۲۲

نہیں کیں تو پھر تم اس دولت ہی سے کچھ حصہ خدا کو واپس کر سکتے وقت رشتہ اللہ عائد کرتے ہیں کس حد تک حق بجانب ہے۔ خدا کا شکر یوں ادا کرو کہ بشاشت کے ساتھ یہ ساری رقم جو تم نے خرچ کی ہے اپنے خدا کے حضور پیش کردو۔ میں نے معاہدہ پھاڑ دیا ہے۔ چنانچہ اوس جماعت کو مبارک ہو صرف ایک شرط ہے کہ میری زندگی میں اس بات کو مشتہر نہ کیا جائے کہ یہ ساری رقم میں نے فراہم کی تھی۔ یہ رقم میری طرف سے تحفہ کے طور پر قبول کی جائے۔

خدا نے مسیح پاک کو کیسی کیسی سعید اور مبارک روحیں عطا کیں جنہوں نے لاکھوں نہیں کروڑوں کمائے لیکن اپنی ذات کے لئے چند روپے رکھ کر سارے ہی خدا کی مخلوق پر اور خدا کے دین کے لئے خرچ کر دیئے۔ یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے بدیوں کو بیزار ہو کر ترک کیا اور نیکیوں کو بشاشت کے ساتھ اور خوشیوں کے ساتھ ادا کیا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ایسے ہی لوگ ہیں جو آخرت میں بھی خدا کی رحمتوں کے سایہ تلے ہونگے اور انہی سب مثلی نیکیوں کی وجہ سے ان کے گھر جنت میں تعمیر ہونگے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو بے حساب اجر عطا فرمائے جو اس دنیا میں اس گھر کی تعمیر کے لئے قربانی کرتا ہے۔ اور اس کے لئے اپنے مال میں سے کچھ حصہ پیش کر کے اپنے مولا کی خوشنودی حاصل کرتا ہے اور جنت میں اپنا گھر بنواتا ہے۔

(بشکریہ احمدیہ گزٹ کینیڈا)

جماعت احمدیہ ہندوستان کے وفد کی ڈپٹی ہائی کمشنر لندن سے ملاقات

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت نے ایک سو سال کے عرصہ میں جو اسلام کی خدمت کی ہے اس میں خدمتِ قرآن کا پہلو نمایاں ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دو سال قبل ارشاد فرمایا تھا کہ جماعت دنیا کی مختلف ایک سو زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ پیش کرے گی اور مکمل نہ بھی ہوا تو اس کا نمونہ ضرور طبع کیا جائے گا۔ اس سکیم کے تحت ہندوستان کی تمام زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع کروائے جا رہے ہیں اور بعض زبانوں میں تراجم شائع ہو چکے ہیں۔ منتخب آیات اور احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات کا ترجمہ ہندوستانی تیرہ زبانوں میں شائع کیا گیا ہے۔ الحمد للہ۔

جلسہ سالانہ برطانیہ کے اس مبارک موقعہ پر یہ بھی پروگرام بنایا گیا کہ ہندوستان سے آیا ہوا وفد ہندوستانی زبانوں کے تراجم ہندوستانی ہائی کمشنر صاحب کی خدمت میں پیش کرے۔ چنانچہ خاکسار نے اس کی منظوری حضور انور ایدہ اللہ سے حاصل کی اور حضور انور نے محترم امیر جماعت یو۔کے کو پروگرام مرتب کرنے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ مکرم آفتاب احمد خان صاحب امیر جماعت یو۔کے نے ڈپٹی ہائی کمشنر صاحب سے ملاقات کا وقت لیا۔ اور ہمارا وفد جو تین ہندوستانی نمائندوں یعنی مکرم سید فضل احمد صاحب ریٹائرڈ آئی جی بہار، مکرم سید تنویر احمد صاحب ناظر نشر و اشاعت اور خاکسار نیز دو مقامی افراد محترم آفتاب احمد خان صاحب امیر جماعت یو۔کے اور مکرم خلیفہ فلاح الدین صاحب پر مشتمل تھا مورخہ ۸۹-۹-۵ کو ڈپٹی ہائی کمشنر جناب سلمان حیدر صاحب سے ملا اور آپ کی خدمت میں ہندوستانی تیرہ زبانوں کے منتخبہ آیات، احادیث اور اقتباسات کے تراجم پیش کئے (۲) کے علاوہ اڑیہ زبان اور انگریزی زبان میں مکمل قرآن کریم کا ترجمہ پیش کرنے کے علاوہ ساتھ جوبلی جشن کا تحفہ بھی پیش کیا جس کو محترم موصوف نے بڑی خوشی سے قبول فرمایا۔ اور پچاس منٹ تک جماعت کے بارے میں باتیں ہوتی رہیں۔ الحمد للہ

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کے بہترین نتائج پیدا فرمائے۔ آمین

درخواست دعا مکرم ایم منصور احمد صاحب سورب سے امتحان میں نمایاں کامیابی کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔

باہوش باش! خوفِ خدا کا مقام ہے

کیا پُر شکوہ دیکھو سماوی نظام ہے
نگران اس پہ رات بھر بدرِ تمام ہے

جو چاند کو ہی دیکھو توجہ سے اک ماہ
گھٹتا ہے اور بڑھتا ہے جو خرم ہے

پہلے ہلال، پھر قمر، اور پھر ہے بدرِ تام
وقتِ طلوعِ صبح ہے اور گاہ شام ہے

روحانیت کا آسماں کتنا حسین ہے
رقصِ نجوم کو وہاں حاصل دوام ہے

ہر دم سلام پہنچے سراجِ منیر کو
جو اولین اور آخرین کا امام ہے

پھر کچھ ہلال ہیں اور کچھ ہیں حسین قمر
بدرِ تمام اپنا امام ہمام ہے

اس پر خدا کی رحمتیں اور اس کی آل پر
اور پھر رسولِ پاک کا دائم سلام ہے

فضلِ خدا سے آگئی جب چودھویں صدی
ظاہر ہوا امام جو ذی احتشام ہے

سورج نے اور چاند نے گہنا کے کہہ دیا
باہوش باش! خوفِ خدا کا مقام ہے

مہدی ہے اور مسیح ہے محی ہے دین کا
آگاہ ہو کہ ظلِ خیر الانام ہے

اس کی مدد کو آؤ جہادِ کبیر میں
جس سے خدا ہو راضی یہی تو وہ کام ہے

حضرت نے خود ہی اسکو نبی کا لقب دیا
کتنا مقام اس کا یہ ذی احترام ہے

آؤ پیو کہ ساقیٔ کوثر کا ہے غلام
عرفانِ ایزدی سے بھرا اس کا جام ہے

اللہ کا جری ہے وہ اُمت کا پاسبان
شہزادہ صلح کا وہ رسول السلام ہے

کیا خوش نصیب لوگ ہیں جنہیں آگیا نظر
کس شان سے وہ بدرِ تمام زیبِ بام ہے

جس نے بھی اس کو پایا صحابہؓ سے مل گیا
یہی آخرین منہم میں روشن پیام ہے

منہاج پر نبوت کی باشان و باشکوہ
قائم کیا خلافت کا محکم نظام ہے

محتاجِ دعا خاکسار
عبد الرحیم راٹھور

ہر دم تری ثنا کے ترانے پڑھیں گے ہم

شعلوں میں وہ جلائیں یا مسمار گھر کریں
دشمن کے اس ستم سے نہ ہرگز ڈریں گے ہم

ہرگز کبھی نہ غیر کے در پر جھکے گا سر
ذاتِ کریم پر ہی توکل کریں گے ہم

خواہش ہے دشمنوں کی ہمیں دیں شکستِ فاش
تیغ و ظفر ہماری ہے ڈٹ کر لڑیں گے ہم

مشرق کا واقعہ ہو یا مغرب کی کوئی بات
اللہ کے حضور ہی رو دیا کریں گے ہم

جلتا رہے گا نارِ حسد میں عدو رہیں
اللہ کے کرم سے ترقی کریں گے ہم

ہم شیر ہیں خدا کے نہیں ہم کو کوئی ڈر
جتنا ہمیں دباؤ گے اتنا بڑھیں گے ہم

مولا کرم سے پھیر دے دنیا کے دل ادھر
ہر دم تری ثنا کے ترانے پڑھیں گے ہم

ثابت قدم رہیں گے سدا ابتلاؤں میں
انجام کار راہِ خدا میں مریں گے ہم

نادر ہے کارساز ہے مولا میرا خلیق
جاں، جانِ آفریں پہ نچھاور کریں گے ہم (ان شاء اللہ)

عشق کی جیت ہونے والی ہے

موت ہے نہ حیات ہے یارو
ہاتھ میں جس کے ہاتھ ہے یارو
جا رہی ہے جو شہرِ جاناں کو
آج بھی دشت ہے مسافر پر
چھین لیا اس نے ہم فقیروں کو
پھر وہی دن ہیں اور وہی راتیں
آج کا دن ہے وصلِ یار کا دن
چھٹنے والے ہیں ظلم کے بادل
ہر قدم احتیاط سے رکھنا
کس لئے موت سے ڈراتے ہو
اپنے بیگانے سب خلاف ہی
عشق کی جیت ہونے والی ہے
عقل کیا زیست کا پتہ دیگی
آؤ مضطر کا ذکرِ خیر کریں

ایک مولیٰ کی ذات ہے یارو
وہ بڑا خوش صفات ہے یارو
یہی راہِ نجات ہے یارو
بند ہر فرات ہے یارو
اپنی اپنی برات ہے یارو
"پھر وہی التفات ہے یارو"
آج کی رات رات ہے یارو
ایک دو دن کی بات ہے یارو
ہر قدم پل صراط ہے یارو
موت بھی اک حیات ہے یارو
یار تو اپنے ساتھ ہے یارو
عقل کی بازی مات ہے یارو
یہ تو خود بے ثبات ہے یارو
مر کے بھی جو حیات ہے یارو

(چوہدری ...)

بقیہ صفحہ ... کے بھی وہی نام ہیں) ــــ (۵) مسلمانوں کا سا لباس پہننے اور مسلمانوں کی سی داڑھی رکھنے پر! ــــ (۶) وضو کرنے، مسلمانوں کی طرح نماز پڑھنے، گھر میں لوٹا یا مصلّٰی رکھنے پر! ــــ (۷) قرآن پاک کا پڑھنا اور کتاب اللہ کو گھر میں رکھنا ممنوع ہوگا بلکہ قرآن پاک کے نسخے کی برآمدگی کی صورت میں منشیات اور ناجائز اسلحہ سے زیادہ سزا کا مستحق ہوگا (میں نے اگلے دن ایک ۶۰ سالہ احمدی خاتون کو حفظ کرتے دیکھا ہے وجہ پوچھی تو کہنے لگیں جب مولوی لوگ یہ خزانہ میرے گھر سے اٹھا کر لے جائیں گے تو تلاوت کیسے کروں گی؟ اور یہ کہتے ہوئے ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کے موتی جھڑ رہے تھے) ــــ (۸) ان پر مسلمانوں کی طرح ذبیحہ اور حلال گوشت کھانے پر پابندی لگ سکتی ہے اور کافری کی تصدیق و توثیق کے لئے ان کو حرام گوشت کھانے پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔

یہ دائرہ پھیلتا ہی جا رہا ہے مگر کیا آپ اسے مذاق سمجھ رہے ہیں؟ تب میں نے یہ خبر پڑھی تھی کہ کلمہ پڑھنے پر یا کلمہ کے بیج لگانے پر چند نوجوانوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے تو میں نے بھی مذاق ہی سمجھا تھا کہ ربّ العالمین اور رحمۃ للعالمین کا نام لینے پر پابندی کیسے لگ سکتی ہے؟ جسٹس ایم آر کیانی مرحوم نے فرمایا تھا کہ بعض انسانی حقوق اتنے بنیادی ہوتے ہیں کہ ان پر پابندی لگائے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مگر اب وہ زمانہ بھی بیت گیا اب تو شاید یہ کہنے کو جسارت نہیں کر سکتا ہے

تجھے کیا پڑی ہے زاہد میری طرزِ بندگی سے ✦ نہ حرم تری وراثت نہ خدا ترا اجارہ

(اسلام یا ملازم ...)

آندھرا پردیش میں دو علماء نے احمدیت کو قبول کرلیا الحمد للہ

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ آندھرا پردیش میں احمدیت کا پیغام بطریق احسن پہنچانے کی توفیق مل رہی ہے اور غیر قومیں بھی اسلام و احمدیت کو قبول کرنے کے لئے اپنے گھروں کے دروازے وا کرتے چلے جارہے ہیں ایک عالم جو حافظ قرآن اور مولوی عالم و فاضل بھی ہیں نیز الخبر سعودیہ میں دو سال تک مدرس کے فرائض انجام دے چکے ہیں نے احمدیت کو قبول کرلیا نیز ایسٹ گوداوری کے علاقہ میں ۱۲ گاؤں کی مشترکہ جامع مسجد کے خطیب نے بھی احمدیت کو قبول کرلیا۔ نیز نگرم مقام پر جب جلسہ سیرت النبی غیر از جماعت نے منعقد کیا تو اسٹیج پر جو دو بانیر لگائے گئے تھے اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دو شعر چسپاں کئے گئے۔

جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے۔ قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا - نام اس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے۔

اس علاقہ ایسٹ گوداوری میں متعدد غیر از جماعت اور غیر مسلموں نے اسلام کو قبول کیا ہے مکرم مولوی محمد یوسف صاحب حکمنہ پیٹ تنخواہ دار اس علاقہ میں آنریری کام کر رہے ہیں آندھرا پردیش میں احمدیت کی لہر کا اس ایک واقعہ سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ گذشتہ دنوں خاکسار اور مکرم مولوی خورشید احمد صاحب انور ناظم وقف جدید نے جب تبلیغی و تربیتی دورہ کیا تو ضلع نلگنڈہ کے مقام ناگرپاڑ میں ہم نومبائعین کی جماعت میں گئے وہاں بچوں کی دینی معلومات کا جائزہ لے رہے تھے تو ایک غیر مسلم مسمی "بچھیا" جو نابینا ہیں اور بوقت تربیتی کلاس یہ نوجوان بھی قریب بیٹھ کر سنتے رہتے ہیں نے خواہش کی کہ میں بھی اذان دینا چاہتا ہوں اور بڑے شوق سے اذان کے کلمات دوہرائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس ایک ہفتہ میں پانچ مزید بیعتیں ہوئی ہیں احباب جماعت سے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے اللہ تعالیٰ نومبائعین کو استقامت عطا کرے (آمین)

حمید الدین شمس مبلغ انچارج آندھرا پردیش

وقف جدید کا مالی سال قریب الاختتام ہے

احباب اپنے وعدہ جات کی صد فیصد ادائیگی کی طرف توجہ فرما دیں

جیسا کہ احباب کو علم ہے کہ وقف جدید کا مالی سال ۳۱ دسمبر ۸۹ء کو ختم ہو رہا ہے اور یہ سال صد سالہ جشن تشکر کے بھی اختتام کا سال ہے لہٰذا آپ تمام احباب (مرد و زن و بچوں) سے درخواست ہے کہ اپنے اپنے چندہ جات وقف جدید کا جائزہ لے لیں کہ کیا آپ اپنے وعدہ جات کے مطابق ادائیگی فرما چکے ہیں۔ اگر کوئی کمی رہ گئی ہے تو اسے جلد پورا کر کے ایفاء عہد کی مومنانہ شان کا ثبوت دیں تاکہ سو فیصد ادائیگی کرنے والے احباب کے اسماء گرامی بغرض دعا آپ کے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں پیش کئے جا سکیں۔ جملہ عہدیداران عاملہ اور صدر صاحبان و امراء کرام بھی اس طرف خصوصی توجہ دے کر ممنون فرمادیں کہ آپ کی جماعت کا کوئی بھی فرد اپنے چندہ وقف جدید کا بقایا دار نہ رہ جائے یہ وقت اپنے گھروں کو برکتوں سے بھر لینے کا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ چندہ وقف جدید کی ادائیگی کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ — "میرے دل پر چونکہ خدا تعالیٰ نے یہ تحریک ڈالی ہے اس لئے خواہ مجھے اپنے مکان بیچنے پڑیں، کپڑے بیچنے پڑیں، میں اس فرض کو تب بھی پورا کروں گا۔ اگر جماعت کا ایک فرد بھی میرا ساتھ نہ دے تو خدا تعالیٰ ان لوگوں کو الگ کر دے گا جو میرا ساتھ نہیں دے رہے اور میری مدد کیلئے فرشتے آسمان سے اتریں گے۔" (پیغام سیدنا حضرت المصلح الموعود ۵ رجنوری ۱۹۵۷ء)

(ناظم وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان)

اذکروا موتاکم بالخیر (الحدیث)

محترمہ سیدہ زینب بیگم صاحبہ بیوہ ڈاکٹر سید منصور احمد صاحب کا سانحہ ارتحال

مرحومہ کے اکلوتے بیٹے مکرم سید داؤد احمد صاحب مظفر پور سے تحریر فرماتے ہیں۔ میری پیاری والدہ محترمہ سیدہ زینب بیگم صاحبہ ۲۴ ستمبر ۱۹۸۹ء شب ۸ بجے مولا حقیقی سے جاملیں اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ حضرت مولوی وزارت حسین صاحب رضی اللہ عنہ کی بڑی صاحبزادی اور حضرت مولوی سید ارادت حسین رضی اللہ عنہ کی اکلوتی بہو تھیں (گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی کی بیٹی اور دوسرے صحابی کی بہو تھیں) دونوں طرف کی ذمہ داریوں کو مرحومہ نے بہت ہی احسن رنگ میں ادا کیا۔ بہت ہی مخلص، ہمدرد، اور محبت کرنے والی خاتون تھیں۔ شہر میں مشہور تھا اور ہے کہ یہی جگہ غریبوں کا دربار لگتا ہے۔ ان میں ایک ڈاکٹر منصور صاحب کی حویلی بھی ہے۔ اس خدمت کی روح رواں میری پیاری والدہ تھیں غریب اور بے شمار عورتوں کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ والدہ محترمہ سب کی ضروریات پورا کرنے کی کوشش کرتی تھیں۔ بھوکے کو کھانا کھلا کر رخصت کیا کرتی تھیں۔ یا رقم دے دیا کرتی تھیں۔ غرباء ان کو یاد کر کے عقیدت سے آنسو بہا رہے ہیں۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے کارکنان سے بے پناہ محبت تھی۔ اپنے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے انہیں چائے اور ناشتہ تیار کر کے پیش کیا کرتی تھیں اور اس پر بہت خوشی کا اظہار کیا کرتی تھیں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح سے بے پناہ محبت رکھتی تھیں۔ پنجگانہ نمازوں کی ادائیگی کے علاوہ تہجد گزار بھی تھیں۔

اللہ تعالیٰ نے مرحومہ کو قبولیت دعا کا مقام عطا فرمایا تھا جب حج بیت اللہ کے لئے خانہ کعبہ پہنچیں تو دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مجھے پوتا عطا فرمائے تو اللہ تعالیٰ نے چند سال بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو دو پوتے عطا فرمائے (حالانکہ ایک عرصہ شادی پر گزر چکا تھا اور ان کے بیٹے داؤد سلمہ اولاد سے محروم تھے ناقل) ان دونوں پوتوں سے بہت محبت کرتی تھیں دونوں کو خدا کی قدرت کا نشان کہا کرتی تھیں۔ ان کی تعلیم و تربیت اور روشن مستقبل کے لئے بہت دعائیں کرتیں اور فکر مند رہا کرتی تھیں۔ مرحومہ میں بے شمار خوبیاں مرکوز تھیں۔

وفات کے وقت مرحومہ کی عمر ۸۲ سال تھی۔ آپ نے ایک بیٹا اور دو بیٹیوں کو سوگوار چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گئیں۔ ساری اولاد اللہ تعالیٰ کے فضل سے آگے صاحب اولاد ہے۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

مرحومہ کا تابوت فوراً ہی قادیان پہنچایا گیا۔ ۲۹ ستمبر بروز جمعہ بعد نماز عصر نماز جنازہ ادا کی گئی جس میں کثیر تعداد میں درویشان کرام اور دیگر اہالیان قادیان نے شرکت کی۔ مرحومہ موصیہ تھیں بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین عمل میں آئی۔

نوٹ از ایڈیٹر — راقم الحروف بطور انچارج مبلغ ساہا سال تک بہار میں متعین رہا ہے چند سال مظفرپور میں بھی مع اہل و عیال مقیم تھا بلاشبہ سیدہ مرحومہ میں بہت سی خوبیاں پائی جاتی تھیں اس وقت یہ دو ہی خاندان مظفر پور میں احمدی تھے دوسرا خاندان سید غلام مصطفیٰ صاحب مرحوم کا تھا یہ ڈاکٹر منصور احمد صاحب کے تایا زاد بھائی بھی تھے اور ہم زلف بھی ان لوگوں کا ہمارے ساتھ ہمیشہ اچھا اور مثالی سلوک رہا۔ در حقیقت بہار میں یہ ایک بہت بڑا اور پرانا احمدی خاندان ہے — جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کرام کا خاندان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس خاندان کو احمدیت کے ساتھ خلوص و عقیدت کا خاص مقام عطا فرمایا ہے اور دنیوی اعتبار سے بھی یہ خاندان سرعت کے ساتھ ارتقاء کی منازل طے کرتا چلا جارہا ہے "ادریس" سے اس خاندان کا آغاز ہوا پٹنہ، اردن آرہ، گیا، کلکتہ، مظفر پور، لندن، کینیڈا امریکہ اور پاکستان تک اس کی شہرت اور شاخیں پھیلی ہوئی ہیں۔ ★

★ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس خاندان کو مزید دینی و دنیوی ترقیات سے نوازے۔ اور مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین۔ (ایڈیٹر)

شاعرات احمدیت

ناصرات الاحمدیہ کے نام

ناصراتِ الاحمدیہ کی ہر اک بچی کے نام
پہنچے مریمؔ کا دعاؤں سے بھرا پیار و سلام
یہ صدی پائی مبارک ہو خدا کا یہ انعام
کیا تمہیں معلوم ہے اے بیٹیو اپنا مقام ؟
پرچم فتح و ظفر ہاتھوں میں لو آگے بڑھو
دینِ احمد کے لئے داعی الی اللہ تم بنو

قوم احمد جو سنوارے تم وہی تدبیر ہو
تم محمد کی ہو اُمت دین کی تنویر ہو
منعکس ہے نور ایماں جس میں وہ تصویر ہو
تم نہیں ہو خواب کوئی خواب کی تعبیر ہو
پرچم فتح و ظفر ہاتھوں میں لو آگے بڑھو
دینِ احمد کے لئے داعی الی اللہ تم بنو

اک خدا، قرآں، محمد سب سے افضل جاننا
مہدیٔ دوراں امام وقت کو پہچاننا
تم خلیفۂ وقت کا ہر حکم ہر دم ماننا!
بس اسی تعلیم کو تم اپنا مقصد جاننا
پرچم فتح و ظفر ہاتھوں میں لو آگے بڑھو
دینِ احمد کے لئے داعی الی اللہ تم بنو

ساری دنیا سے جہالت کو مٹانا ہے تمہیں
پھر رسوم بد سے مسلم کو چھڑانا ہے تمہیں
کشتیٔ اسلام طوفاں سے بچانا ہے تمہیں
تربیت سے قوم کو کل رہ پر لانا ہے تمہیں
پرچم فتح و ظفر ہاتھوں میں لو آگے بڑھو
دینِ احمد کے لئے داعی الی اللہ تم بنو

سیکھ دنیا پیار سے دل جیتنے کا تم سے فن
مہر والفت کا زمانے کو سکھانا ہے چلن
دل میں ہو اسلام پھیلانے کی ہر لمحہ لگن
کو بکو خوشبو لٹائے تیری مہکے احمدیت کا چمن
پرچم فتح و ظفر ہاتھوں میں لو آگے بڑھو
دینِ احمد کے لئے داعی الی اللہ تم بنو

راہِ حق میں کام کوئی بھی نہ تم پر بار ہو
تم مجسم صدق ہو، اخلاق ہو، ایثار ہو
جس پہ صدیوں قوم کو ہو ناز وہ کردار ہو
نیکیاں کرتی چلو بدیوں سے تم بیزار ہو
پرچم فتح و ظفر ہاتھوں میں لو آگے بڑھو
دینِ احمد کے لئے داعی الی اللہ تم بنو

تم بنو اپنے عمل سے ایسی تابندہ مثال
پاک دل جیسے بن جاتا ہے نازک سا ہلال
بھول کر دل میں نمائش کا کبھی آئے نہ خیال
ڈگمگا جائیں نہ راہوں میں کہیں دنیا کے جال
پرچم فتح و ظفر ہاتھوں میں لو آگے بڑھو
دینِ احمد کے لئے داعی الی اللہ تم بنو

علم کی اوڑھے ہو چادر پہنے تقویٰ کا لباس
لمحہ بھر کو بھی تکبر آ نہ جائے تیرے پاس
تم بڑھو راہِ خدا میں بے خطر خوف و ہراس
قوم و ملت کی وطن کی تم سے وابستہ ہے آس ✲

✲ پرچم فتح و ظفر ہاتھوں میں لو آگے بڑھو
دینِ احمد کے لئے داعی الی اللہ تم بنو

مسکراتی ننھی کلیو! تم تو ہو لجنہ کی جان
تم بنو تاریخ میں اسلام کی روشن نشان
تم کو ہر ہر گام پر حاصل ہو اللہ کی امان
تم کرو اتنی ترقی ہم نہ کر پائیں گمان
پرچم فتح و ظفر ہاتھوں میں لو آگے بڑھو
دینِ احمد کے لئے داعی الی اللہ تم بنو

محتاج دعا میارکہ مریم
اہلیہ ڈاکٹر محمد عابد صاحب شاہجہانپور

کچھ گمنام لوگوں کے لئے

الفضل میں شائع ہونے والی بعض نظموں کی شاعرات کو بعض مخالفین نے ڈرانے دھمکانے کیلئے خطوط لکھے۔ یہ تمام خطوط الفضل کی معرفت ہی آتے رہے ہم یہ تمام خطوط جنہیں خط لکھے گئے تھے انہیں پہنچاتے رہے ان شاعرات میں سے فہمیدہ منیر بھی ہیں چنانچہ فہمیدہ صاحبہ نے ان خطوط سے متاثر ہو کر ایک نظم کہی۔ جو قارئین کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے۔ خط چونکہ اپنی غلاظت کی وجہ سے ناقابل اشاعت ہیں اس لئے وہ شائع نہیں کئے جا رہے لیکن ان خطوں کے جواب میں اس نظم کو پڑھنے سے پتہ چل سکتا ہے کہ ہمارے بعض مخالف کس طرح کف بدہن رہتے ہیں اور ہم کس تحمل اور بردباری کے حامل ہیں۔

(مدیر)

کتنی گنہگار ہوں سب جانتے ہیں لوگ
پھر بھی وفا شعار ہوں سب مانتے ہیں لوگ

بے نام بے نمود ہوں بیکس ہوں اور غریب
ہاں تیرے نام سے مجھے پہچانتے ہیں لوگ

محبوب تو خدا کا ہے میری مجال کیا؟
دیوانی تیرے نام کی گردانتے ہیں لوگ

عاجز ہوں مجھ کو عجز سے زاری سے واسطہ!
کس واسطے ڈراتے ہیں کیوں ڈانٹتے ہیں لوگ؟

کہتے ہیں تیرے دین کو کہہ دوں میں الوداع
گھر بیٹھے گمنام لکھتے ہیں خط ڈانٹتے ہیں لوگ

آنکھوں میں آنکھ ڈال کے کہتے ہیں جھوٹ بات
کہنا پڑے جو سچ تو بہت کانپتے ہیں لوگ

دستار اور عمامہ کی اب خیر کیا نکلے
بھیڑوں میں اونٹ، کون ہے پہچانتے ہیں لوگ

اللہ ہے ایک اور محمد رسول ہیں
اس سچ کو میں کہوں تو برا مانتے ہیں لوگ

میں تیرا نام لوں گی کہوں گی پیمبر رسول
سولی پہ مجھ کو ٹانگ دیں گر ٹھانتے ہیں لوگ

میرے خدا زمانے کو سمجھاؤں کس طرح؟
اک بے نوا کی بات بھلا مانتے ہیں لوگ

اعلیٰ تقدیر ان کو دوں تو گوارا سا اک جواب
پر میری تمکنت کو بھی پہچانتے ہیں لوگ

ڈاکٹر فہمیدہ منیر

(بشکریہ روزنامہ الفضل ربوہ ۱۶؍ نومبر ۱۹۸۹ء)

اسیرانِ راہِ مولا

جہانِ عشق کی توقیر تم نے بڑھادی
نثار ایسی اسیری پہ لاکھ آزادی

بلاکشانِ تعصب تھے ہر جگہ پہ اسیر
سمجھنا مشکل کہ یہ قربانی تم نے تنبیہ دی

زندگی تھکے سے لیا جب بھی لب پہ نام آیا
گھٹا جو غم کی اٹھی دل سے تھوڑی برسادی

نہ دیکھی جاتی تھی ہم سے حضور کی تکلیف
قبائے اشک دعاؤں کو ہم نے پہنادی

عجیب لطف رہا ان دنوں عبادت کا
جنوں پسند طبیعت کچھ اور بہلا دی

ستم سہا ہے تو برسا ہے خوب ابرِ کرم
ہوئے ہیں ایک تناسب سے دونوں ایزادی

ستم ظریفی ہو قدرت پر جو مُصِر ہوں
وہ خود کہاں ہے ہمیں جس نے اتنی ایذا دی

وہ لوگ رکھتے ہیں نشتر ہماری شہ رگ پہ
ہمیں گوارا نہیں پھر بھی اُن کی بربادی

وفا کا قصر ہوا سے بلند و بارونق
تمہاری دربدری سے ہوئی ہے آبادی

تمہارے صبر کی ہوں گی روایتیں تحریر
نئے حوالوں سے تاریخ تم نے لکھوادی

خوشا نصیب ثباتِ قدم ثباتِ یقیں
نثار ایسی اسیری پہ لاکھ آزادی

امۃ الباری ناصر۔ کراچی

۱۹۵۳ء ۱۹۷۴ء ۱۹۸۴ء

(تحفہ امۃ الباری ناصر)

سلام امن و صلح کے پیغامبر!
تیرے نام لیواؤں کے ہاتھ سے
جھلستے تھے جو نفرت و شر کی آگ
پیامی تھے مہر و محبت کے جو
جو اوروں کے زخموں کا مرہم بنے
ترے گلشنِ پروارِ عالی وقار
جنہیں سنگِ راہ کی تھی ٹھوکر گراں

ترے نام پر ہم ستائے گئے
ترے نام پر خون بہائے گئے
وہ لوگ آج زندہ جلائے گئے
ستم پر ستم ان پہ ڈھائے گئے
نہی خاک و خوں میں نہائے گئے
سرِ تختہ دار لائے گئے
وہ نوکِ سناں پر اٹھائے گئے

بنے تھے جو اوروں کا آرامِ جاں
جو تریاق لے کر پھرے کو بکو
اسیروں کی جو دستگاری کریں

بڑے کرب میں آزمائے گئے
انہیں زہر قاتل پلائے گئے
پکڑ کر وہ زنداں میں ڈالے گئے

فرشتوں کو بھی جن کی تھی آرزو
وہ [illegible] خاک میں وہ ملائے گئے

مگر اے نگہدار خیر الانام!
دعاؤں سے معمور تھی ہر گھڑی
یہ دورِ پُرآشوب تھا جانگداز
بڑے تلخ حالات کے باوجود
پیام آرہے تھے یہ عرش سے

سکوں بخش تھا ان دنوں تیرا نام
شب و روز دفعِ درود و سلام
مگر مطمئن تھا ہمارا امام
شکر حرف شیریں سے اس کا کلام
چلے آرہے تھے نئے صبح و شام

خدا آپ ہے دوڑ کر آ رہا
گزر جائے گا دورِ سودائے خام

اقوامِ عالم میں منایا جانے والا جشن ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء

از مکرم ڈاکٹر عبدالرشید صاحب بلا

۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو دنیا کے ۱۲۰ ممالک میں جماعت احمدیہ کا اپنی تاسیس پر ۱۰۰ سال مکمل ہونے کی خوشی یعنی صد سالہ جشن تشکر کے نام سے جوبلی تقاریب کا آغاز ہوا اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کے منادی بن کر حمد و شکر کے راگ الاپتے ہوئے خوشیاں منائیں۔ یہ خدائی تصرف ہی ہے کہ دنیا کے کئی اور تقویمی نظاموں میں عین اسی تاریخ کو بعض اور قوموں نے بھی خوشیوں کے بعض تہوار منائے اور اس طرح خدا تعالیٰ نے ساری دنیا کو امت واحدہ کی لڑی میں پرونے کے اپنے خدائی منصوبہ پر یہ عملی شہادت دنیا کے سامنے پیش کی کہ اس زمانہ میں اس نے جس جماعت کو اس اہم ذمہ داری کے لئے چنا کہ وہ دنیا کو امت واحدہ بنائے اس جماعت کے صد سالہ جشن تشکر کے تابع دوسری قوموں کے تہوار رکھ دئے اور ساری دنیا کو مجبور کر دیا کہ وہ اس خدائی جماعت کی خوشی کے روز اپنے ہاں بھی خوشیاں منائیں اور یہ تو خدا کی بہت ہی عجیب شان ہے کہ وہ ملک جس میں آج جماعت احمدیہ پر سب سے زیادہ مظالم ڈھائے جا رہے ہیں اور جہاں احمدیوں کے ہر قسم کے بنیادی انسانی حقوق بھی ادا نہیں کئے جا رہے اس ملک میں شدید ترین مخالفتوں کے باوجود ۲۳ مارچ کو ہی تمام اہل پاکستان نے یوم پاکستان کی مناسبت سے جشن منانے پر مجبور تھے پس یہ امر حکمت سے خالی نہیں کہ ۲۳ مارچ جماعت کے آغاز کا دن ہے اور پاکستان کے قیام کا دن بھی۔

جہاں تک اس روز بعض دوسری قوموں کے جشن منانے کا تعلق ہے تو ایران میں ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کا دن ولادت حضرت قائم یعنی حضرت امام مہدی کا دن شمار ہوا۔ اسی پر بس نہیں بلکہ ایرانی کیلنڈر کے مطابق امسال عید نوروز بھی ۲۳ مارچ کو ہی منائی گئی جس کے بارہ میں ایک دنیا جانتی ہے کہ ایرانی قوم کو سب سے زیادہ خوشی عید نوروز منانے کی ہوتی ہے۔ ممکن ہے اس روز اور بھی مناسبات کے جشن کا ہمیں علم نہیں۔ اگر شیعہ لوگوں کے نزدیک ان کے مہدی کا روز تولد ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء تھا تو یہ خدائی مشیئت ہی ہے کہ عین اسی روز امام الزمان مہدی دوران علیہ السلام نے ایک جماعت کی ۱۰۰ سال قبل بنیاد رکھی اور اس سال اس جماعت نے عین اسی روز اپنی سو سالہ جوبلی منائی۔ جماعت کی اس خوشی میں اگر پاکستان یا ایران یا کسی اور قوم کے تہوار بھی آملے تو یقیناً وہ بھی اسی یونیفارم میں ملبوس ہوئے جس یونیفارم میں اس روز جماعت احمدیہ ملبوس تھی۔

ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔

نوٹ از اڈیٹر

قبل ازیں "بدر" میں شائع ہو چکا ہے کہ ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو سکھ قوم نے بھی اپنا ایک بڑا تہوار منایا اور ہندوستان اور پاکستان میں بھی [illegible] سکھ بھی اس روز بڑے بڑے تہوار منائے اور پارسیوں نے بھی ۲۳ مارچ کو [illegible] کا بڑا تہوار منایا لہذا ڈاکٹر صاحب کا یہ نکتہ قابل قدر ہے کہ وہ ملک جس میں آج جماعت احمدیہ پر سب سے زیادہ مظالم ڈھائے جا رہے ہیں اور بنیادی انسانی حقوق غصب کئے جا رہے ہیں وہ یوم پاکستان کی نسبت سے ۲۳ مارچ کو جشن منانے پر مجبور ہو گئے تھے
والفضل ما شہدت بہ الاعداء۔ فضیلت وہ ہے جس کی گواہی دشمن بھی دیں

افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ

(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب:- ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چت پور روڈ کلکتہ ۷۰۰۰۷۳

MODERN. SHOE. CO

31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD
CALCUTTA -700073

PHONE } 275475.
RESI. 273903

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے

(درثمین)

AUTOWINGS

15, SANTHOME HIGHROAD
MADRAS 600004
PHONE NO 76360
74350

الخیر کلہ فی القرآن

ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے

(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

THE JANTA

PHONE:- 279203

CARD BOARD BOX MFG CO
MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARD BOARD
CORROUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS.
15, PRINCEP STREET, CALCUTTA -700072

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرحیم جیولرز

پروپرائٹر:- سید شوکت علی اینڈ سنز

پتہ

خورشید گولڈ مارکیٹ صدر نارتھ ناظم آباد کراچی فون ۶۲۹۹۳۳

تا کہ ہو پھر سے بہم محمد جہاں میں کہ ضائع نہ ہو تمہاری یہ محنت خدا کرے

رائچوری الیکٹریکلس (الیکٹرک کنٹریکٹر)

RAICHURI ELECTRICALS

(ELECTRIC CONTRACTOR)

TARUN BHARAT CO.OP HOUSE SOCT.
PLOT NO. 6 GROUND FLOOR, OLD CHAKALA.
OPP CIGARETTE HOUSE, ANDHERI (EAST)
PHONES } OFFICE . 6348179
RESI - 6289389 } BOMBAY-400099.

اشفعوا تؤجروا

(سفارش کیا کرو تم کو سفارش کا بھی اجر ملے گا)

(حدیث نبوی)

RABWAH. WOOD. INDUSTRIES

SAW MILLS & FOREST CONTRACTORS,
DEALERS IN:-
TIMBER TEAK POLES, SIZES, FIRE WOOD
MANUFACTURER OF:-
WOODEN FURNITURE, ELECTRICAL ACCESSORIES ETC
P.O. VANIYAMBALAM
(KERALA)

ہمارا مذہب

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:-
"یاد رہے کہ جس قدر ہمارے مخالف لوگوں کو ہم سے نفرت دلا کر ہمیں کافر اور بے ایمان ٹھہراتے ہیں اور عام مسلمانوں کو یہ یقین دلانا چاہتے ہیں کہ یہ شخص مع اس کی تمام جماعت کے عقائد اسلام اور اصول دین سے برگشتہ ہے یہ ان حاسد مولویوں کے وہ افتراء ہیں کہ جب تک کسی دل میں ایک ذرہ بھی تقویٰ ہو ایسے افترا نہیں کر سکتا جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بناء رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے اور جس خدا کی کلام یعنی قرآن کو پنجہ مارنا حکم ہے ہم اسکو پنجہ مار رہے ہیں اور فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح ہماری زبان پر حسبنا کتاب اللہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اختلاف اور تناقض کے وقت جب حدیث اور قرآن میں پیدا ہو تو قرآن کو ہم ترجیح دیتے ہیں ......" (ایام الصلح صفحہ ۸۶)

طالبانِ دعا

محمد شفیق سہگل - محمد لقمان جہانگیر - مبشر احمد - ہارون احمد -
پسران: مکرم میاں محمد بشیر صاحب سہگل مرحوم - کلکتہ

ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء
تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے
(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)
پیشکردہ
کرشن احمد، گوتم احمد اینڈ برادرس بسٹا کسٹ جیون ڈیلیرز۔ مدینہ میدان روڈ۔ بھدرک۔ ۷۵۶۱۰۰ (اڑیسہ)
پروپرائیٹر: شیخ محمد یونس احمدی۔ فون نمبر: 294
"بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔"
(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)
SK. GHULAM HADI & BROTHERS, READYMADE GARMENTS DEALERS
CHANDAN BAZAR, BHADRAK, Distt:- BALASORE (ORISSA)

فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے
ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ
احمد الیکٹرانکس
کورٹ روڈ۔ اسلام آباد کشمیر
گڈلک الیکٹرانکس
انڈسٹریز روڈ۔ اسلام آباد کشمیر
ایمپائر ریڈیو۔ ٹی وی۔ اوشا

"وہ نمونہ دکھاؤ کہ غیروں کے لئے کرامت ہو۔"
(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۴۸)
NIR ®
CALCUTTA-15.
پیش کرتے ہیں:-
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!

Regd. No P. GDP-6

Registered with the Registrar of News Papers for India at No. R N. 61/5.

The Weekly Badr QADIAN 143516

AHMADIYYA MUSLIM CENTENARY 1889 - 1989

14th, 21st DEC. 1989.

ANNUAL NUMBER

PRICE Rs. 4-00

Only Title Printed at HAMDARD PRINTING PRESS JALANDHAR